عید الفطر اور صدقۃ الفطر

کے فضائل و مسائل

- عید الفطر کے فضائل و احکام
- عید الفطر کے روز ۱۳ مسنون چیزیں
- عید کے منکرات اور رسمیں
- صدقۂ فطر کے فوائد
- صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟
- بالغ اور نابالغ اولاد کا صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟
- صدقۂ فطر کس وقت دینا بہتر ہے؟
- صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟



حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مد ظلہم

مکتبۃ الاسلام کراچی

عیدُ الفِطر اور صدقۃُ الفِطر

کے

فضائل و مسائل

اس رسالہ میں عیدُ الفطر اور صدقۃُ الفطر کے فضائل اور مسائل لکھے گئے ہیں۔

تالیف
حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم
مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبۃ الاسلام کراچی

باہتمام : شاہد محمود

ناشر : مکتبۃ الاسلام کراچی

کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی

موبائل : 0300-8245793

ای میل : maktabatulislam@gmail.com

ویب سائٹ : www.maktabatulislam.com

ملنے کا پتہ

ادارۃ المعارف کراچی

احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی

موبائل : 0300- 2831960

فون : 021- 35123161 ، 021- 35032020

ای میل : Imaarif@live.com

فہرستِ عنوانات

بابِ دوم

صدقۂ فطر کے فضائل اور احکام

پیشِ لفظ

الحمدللّٰہ و کفٰی و سلامٌ علٰی عبادہٖ الذین

اصطفٰی ، أمّا بعدُ!

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی میں بندہ کے قدیم مضامین اور رسائل کے مسوّدے محفوظ تھے، جن میں سے اکثر مضامین ''ماہنامہ البلاغ'' میں شائع ہوچکے اوراکثر رسائل صدیقی ٹرسٹ (رجسٹرڈ) نسیم پلازہ لسبیلہ چوک نشتر روڈ کراچی سے شائع ہوئے جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ورنہ بندہ اس لائق کہاں !!

آج ۳۱ رسال کے بعدان مسوّدات کودیکھنے کی ضرورت پیش آئی تو ایک کتابچہ ''صدقۃ الفطر کے فضائل اورمسائل'' نظر سے گزراجوصدیقی ٹرسٹ سے شائع کرنے کیلئے لکھا گیا تھا،مگر تنگیِٔ وقت کی وجہ سے بروقت شائع نہ ہوسکا تھا، پھر بعد میں کچھ اُمور کا اضافہ کرنے کاارادہ ہونے کی وجہ سے شائع کرنے کی نوبت نہ آئی، آج اس کودیکھ کراوردیگر اُمور کا اضافہ کرکے شائع کیا جارہا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بندہ کچھ نہیں ہے،سب کچھ کرنے والے اللہ

جلّ شانہ ہیں، جو کچھ ہوتا ہے ان کی مشیت سے ہوتا ہے، وہ جب چاہتے ہیں لکھواتے ہیں اور جب چاہتے ہیں چھپواتے ہیں، بہر حال! طویل عرصہ کے بعد اب اس رسالہ کی اشاعت ہو رہی ہے جو محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔

اس رسالہ میں دو باب ہیں:

(۱)...عید الفطر کے فضائل اور احکام

(۲)...صدقۃ الفطر کے فضائل اور احکام

دل و جان سے دُعا ہے، اللہ تعالیٰ اس کاوِش کو قبول فرمائیں، اور عام مسلمانوں کیلئے اس کو نافع اور مفید بنائیں۔ آمین

و صلّی اللہ تعالیٰ علی النبیّ الکریم

محمّد و آلہٖ و أصحابہٖ أجمعین

بندہ عبد الرؤف سکھروی عفی عنہ

۷/ جمادی الأولیٰ ۱۴۳۴ھ

بروز بدھ

بابِ اوّل

عیدالفطر فضائل اور احکام

عیدُ الفطر کسے کہتے ہیں؟

شوال کے مہینہ کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں، یہ دن اسلام میں عید اور خوشی کا دن ہے۔ (علم الفقہ)

عید کی رات بھی بہت مبارک اور فضیلت والی ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے، اس دن نمازِ عید اور صدقۂ فطر واجب ہے، جس کی بڑی فضیلت ہے، یہ سب رمضان شریف کے فرض روزوں کا شکرانہ ہے، اور روزے اور تراویح میں ہونے والی کوتاہیوں، خطاؤں اور لغزشوں کا کفّارہ ہے، اس لئے اس کے فضائل اور ضروری مسائل سے واقف ہونا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے، اسی نیت سے ان کو پڑھیں، عمل کرنے اور کوتاہیوں سے بچنے کی کوشش کریں!

عید الفطر کی ابتداء

''عید الفطر'' کی ابتداء ۱ ھ میں ہوئی، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ والوں نے سال میں دو دن ایسے مقرر کر لئے تھے، جن میں وہ خوشی کیا کرتے تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر وہاں تشریف لائے تو پوچھا: یہ دن کیسے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اسلام سے پہلے ان دونوں دنوں میں خوشی کیا کرتے

تھے، تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کے عوض میں ان سے بہتر دوسرے دو دن دیدیئے ہیں، عیدالفطر کا دن اور عیدالاضحیٰ کا دن۔ (البحرالرائق)

عیداور شبِ عید کی فضیلت

عن أبی أمامة رضی اللّٰہ عنه عن النبیّ ﷺ قال: من قام لیلتی العیدین محتسبا لم یمت قلبه یوم تموت القلوب. (رواہ ابن ماجه)

ترجمہ

”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دونوں عیدوں (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے“

تشریح

عیدالفطر اور بقرعید کی شب کو زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں کو عبادتِ الٰہی میں مشغول رکھیں اور ذکر و تسبیح، صلۂ رحمی، نیکوں سے محبت اور ان کی ہم نشینی میں اس وقت کو پورا کریں، اہل و عیال کے

ساتھ اُنس ومحبت سے پیش آئیں، عزیز واقارب سے میل ملاقات اور حسنِ سلوک کریں، یہ سب کارہائے خیر ہیں، اِن کو کریں اور دیگر عبادات میں ان راتوں کو گزاریں اور یہ جو فرمایا گیا کہ ''ان راتوں میں عبادت کرنے والے کا دل مُردہ نہ ہوگا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن جب ہر طرف خوف وہراس اور دہشت وگھبراہٹ پھیلی ہوگی، لوگ بدحواس اور مدہوش ہوں گے اور خوف کے مارے ان پر نشہ کی سی کیفیت ہوگی، حالانکہ انہیں نشہ قطعاً نہ ہوگا، لیکن عذابِ الٰہی ایسی سخت چیز ہے جس سے لوگوں کی یہ حالت ہوگی۔ ایسے قیامت خیز دن میں حق تعالیٰ شانہ اس بندہ کو نعمتوں سے بھرپور اور باسعادت زندگی بخشیں گے، خوف ودہشت کا دُور دُور تک کوئی نام ونشان نہ ہوگا، ہر بھلائی اس کے قدم چومے گی، اس پر رحمت ہی رحمت برستی ہوگی اور وہ بہت پرلُطف اور پُرمسرّت زندگی میں مگن ہوگا۔ (حاشیۃ الترغیب بتصرف)

حق تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت نصیب فرمائیں، آمین۔ اس لئے عید کی شب بڑی مبارک اور باسعادت رات ہے، اس کی قدر کرنی چاہئے اور اسکی قدردانی یہی ہے کہ اس رات کو کثرتِ ذکرُ اللہ اور درود شریف میں اور دیگر عبادات میں لگ کر گزارنا چاہئے، ساری رات نہ جاگ سکیں تو جتنی رات آسانی سے جاگ کر عبادت کرسکیں اتنا ہی کرلیں، کم

از کم عشاء اور فجر کی نماز تو ضرور ہی تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کریں اور درمیان میں جتنی دیر ذکر وعبادت کر سکیں کر لیں، پھر سو جائیں، اتنا کرنے پر بھی اُمید ہے کہ حق تعالیٰ محروم نہ فرمائیں گے۔

پانچ مبارک راتیں

حدیث

روی عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ عنه عن النبیّ ﷺ قال رسول اللّٰہ ﷺ: من أحیا اللیالی الخمس وجبت له الجنة، لیلة الترویة و لیلة عرفة و لیلة النحر و لیلة الفطر و لیلة النصف من شعبان. (رواہ الاصبھانی)

ترجمہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے (ذکر وعبادت کے ذریعہ) پانچ راتیں زندہ رکھیں اس کیلئے جنّت واجب ہوگئی (وہ پانچ راتیں یہ ہیں) آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقرعید کی رات، عید الفطر کی رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔ (کذا فی الترغیب)

تشریح

حدیثِ بالا میں ان پانچ راتوں کی ایک خاص فضیلت یہ بتلائی گئی

ہے کہ جو شخص کوشش کر کے ان راتوں میں جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جن میں شبِ عید الفطر بھی داخل ہے اور حق تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں لگا رہے تو ایسے شخص کی اس محنت کا بدلہ اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف اور صرف جنّت ہے، سال بھر کی سینکڑوں راتوں میں صرف ان پانچ راتوں میں جاگنا اور عبادت میں لگنا کوئی بہت زیادہ مشکل اور کٹھن کام نہیں ہے، دنیا کے معمولی معمولی نفع اور فائدے کیلئے ہم بیسیوں راتیں جاگ کر گزار دیتے ہیں، کپڑا بنانے والی مِلوں میں ملازم تمام رات ڈیوٹی کرتے ہیں، غور کرنے سے اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں مل جائیں گی، تو کیا آخرت کے ہولناک دن کی ہولنا کی سے بچنے، پاکیزہ زندگی حاصل کرنے اور مقامِ جنت پانے کیلئے ہم نہیں جاگ سکتے اور عبادت نہیں کر سکتے؟ ضرور کر سکتے ہیں، تو فوراً کمر بستہ ہو جائیں، نفس و شیطان کا مقابلہ کریں اور قیمتی راتوں کو ضائع اور برباد نہ کریں، ذکر و تسبیح، عبادت و طاعت اور دیگر کارہائے خیر سے جہاں تک ہو سکے ان مبارک راتوں کو زندہ رکھیں۔

شبِ عید کی ناقدری

گزشتہ احادیث سے ثابت ہوا کہ عید الفطر کی شب بھی ایک اہم رات ہے جس کے تفصیلی فضائل اُوپر بیان ہو چکے، مگر افسوس ہم نے ان

سب برکتوں سے اپنے آپ کو محروم کیا ہوا ہے، اور نہ صرف محروم بلکہ بعض مرتبہ اس مبارک شب کو طرح طرح کی لغویات، فضول باتوں، لایعنی کاموں اور طرح طرح کے گناہوں میں گزارا جاتا ہے، جس کی چند مثالیں یہ ہیں:

☆ بعض لوگ یہ مبارک رات مختلف کھیلوں میں مصروف ہو کر گزارتے ہیں مثلاً شطرنج، چوسر، لوڈو، کیرم بورڈ، موبائل گیمیں، کرکٹ اور دیگر ہار جیت والے کھیلوں میں جن میں شطرنج اور چوسر تو حرام ہیں ہی اور باقی کھیل بھی شرائطِ جواز مفقود ہونے کی بنا پر ناجائز ہوتے ہیں۔ بالفرض اگر کوئی کھیل جائز بھی ہو تب بھی یہ مبارک رات لہو ولعب کیلئے نہیں، عبادت و طاعت کیلئے ہے، اس کو عبادت ہی میں مشغول رکھنا چاہئے، جائز اور مباح کھیلوں سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔

☆ بہت سے لوگ ٹی وی کے پروگرام دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں حالانکہ ٹی وی متعدّد مفاسد اور بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جس کی بنا پر اس کو دیکھنا جائز نہیں، پھر اس مقدّس شب میں اس لعنت میں مبتلا ہونا اس کے گناہ کو اور بھی سخت کر دیتا ہے، اس لئے اس نامراد چیز سے بالعموم اور اس مبارک شب میں بالخصوص اجتناب کرنا لازم ہے۔

☆ بعض لوگ اس مبارک رات میں بازاروں کی سجاوٹ، چمک دمک، خریداروں کی کثرت دیکھنے کیلئے بازاروں میں تفریح کرتے

ہیں اور اس طرح رات کا اکثر و بیشتر حصہ ضائع کرتے ہیں جبکہ بازار روئے زمین پر حق تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ بدتر اور مبغوض ہیں، جس کی وجہ یہ ہے کہ بازار اکثر گناہوں کا اور بڑے بڑے گناہوں کا مرکز ہیں، مثلاً عورتوں کا بن سنور کر بے پردہ خرید و فروخت کرنا اور بازاروں میں گھومنا، گانا بجانا عام ہونا، دھوکہ، فریب، جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، لڑائی جھگڑا ہونا، کم تولنا اور کم ناپنا، ملاوٹ وغیرہ کرنا۔ اس لئے بازار میں ان تمام گناہوں سے حتی الامکان بچتے ہوئے ضرورت کے وقت بقدر ضرورت ہی جانا چاہیئے، ورنہ بلاضرورت بازاروں میں تفریح کرنے والے بھی طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اس طرح اس مبارک رات میں بجائے کچھ حاصل کرنے کے گناہوں میں مشغول ہونا اور حق تعالیٰ کی سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہ میں بلاضرورت جانا اپنے آپ کو حق تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے محروم کرنا ہے۔

☆ بعض لوگ اس رات کو ہوٹلوں میں ٹھنڈے گرم مشروبات پینے میں مصروف ہو کر اور گھنٹوں اِدھر اُدھر کی فضول باتوں بلکہ گناہوں کی باتوں میں مشغول ہو کر اس مقدّس شب کا بہترین اور اکثر حصہ ضائع کر دیتے ہیں، جو سراسر محرومی ہے اور گناہوں کا ارتکاب جدا ہے۔

☆ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں اس شب کی عظمت و فضیلت کا علم ہی نہیں، اس لئے وہ کبھی اس رات میں ذکر و فکر، عبادت اور

تسبیح ومناجات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، اس طرح وہ اپنی جہالت ونادانی سے بیسیوں راتیں گنوا چکے ہیں اور ان کی اس جہالت نے انہیں آخرت کے ثوابِ عظیم سے محروم کیا ہوا ہے جو بڑے خسارے کی بات ہے۔

☆ بعض لوگ جنہیں اس رات کی عظمت وفضیلت کا علم ہے، دین اور علم دین سے ان کو نسبت ہے، دیکھا جاتا ہے کہ وہ بھی اس کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، اگر کوئی غلطی سے انہیں اس طرف توجہ دِلائے تو فوراً جواب دیتے ہیں کہ اس رات میں جاگنا کوئی فرض وواجب نہیں۔

بے شک اس رات میں جاگنا اور عبادت وغیرہ کا اہتمام کرنا فرض وواجب نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیٔ برحق ﷺ کی کیا یہ سب ترغیبات فضول ہیں؟ اور اس قابل ہیں کہ انہیں غیر فرض قرار دے کر رد کر دیا جائے؟ آخر ان ترغیبات کا کون مکلّف ہے؟ اہلِ علم تو انہیں غیر ضروری قرار دے کر ٹھکرادیں اور عوام اپنی جہالت وناواقفیت کی بناء پر اہتمام نہ کریں تو پھر اُمّت میں کون اس پر عمل کرے گا؟ ذرا بتلایئے! آخرت کے اتنے عظیم ثواب اور رضائے الٰہی اور حصولِ جنت سے اپنے آپ کو محروم کرنا کیا کوئی خسارے کی بات نہیں؟ اور کیا یہ چیزیں آپ حاصل کر چکے ہیں؟ اگر نہیں تو اس استغناء سے پناہ مانگئے اور استغفار کیجئے۔

☆ بعض تاجر اس شب میں دنیاوی مصروفیت کو کم کرنے کی بجائے اور بڑھا لیتے ہیں اور اس میں اس قدر منہمک اور مصروف ہوتے

ہیں کہ بسا اوقات اس دُھن میں فرض نمازیں بھی قربان ہو جاتی ہیں، جو کسی طرح بھی جائز نہیں، ایسے تاجر اگر کاروباری مصروفیت کم نہیں کر سکتے اور اس رات کو ذکر و تلاوت اور عبادت و طاعت میں نہیں گزار سکتے تو کم از کم فجر اور عشاء کی نماز باجماعت ادا کر کے اور چلتے پھرتے ذکر و دعا کے ذریعہ کسی نہ کسی درجہ میں وہ بھی اس شب کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں۔

بات اصل میں فکر و طلب اور قدر و قیمت کی ہے، جس کے دل میں ذرا بھی اہمیت ہے اور فکر ہے وہ سخت سے سخت مشغولیت میں بھی اس فضیلت کو حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا، اور جس کو طلب نہیں، دنیا اور دنیاوی منافع ہی اس کی نظر میں اصل مقصود ہیں تو اس کے دل میں ان باتوں سے اعتراض ہی پیدا ہوگا اور اس کا نفس طرح طرح کے حیلے بہانے پیش کر کے بالآخر اس کو اس شب کی برکات سے محروم کر دے گا، حق تعالیٰ محفوظ رکھیں، آمین۔

عید کو برباد نہ کیجئے

عید الفطر کا دن مسلمانوں کیلئے بڑی مسرّت اور خوشی کا دن ہے اور یہ خوشی اس بناء پر ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے رمضان شریف کے روزے رکھنے کی توفیق بخشی اور شب میں تراویح ادا کرنے اور اس میں کلامِ الٰہی پڑھنے اور سننے کی سعادت عطا فرمائی۔ حق تعالیٰ

کے نزدیک عید کا دن اور عید کی رات دونوں ہی بہت مبارک اور فضیلت والے ہیں جس کا اندازہ آپ کو آنے والی حدیث سے ہوگا۔

عید میں مغفرت وانعام

حدیث

''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت کو رمضان شریف کیلئے خوشبوؤں کی دھونی دی جاتی ہے اور شروع سال سے آخر سال تک رمضان کی خاطر آراستہ کیا جاتا ہے، پھر جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام ''مثیرۃ'' ہے جس کے جھونکوں کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے بجنے لگتے ہیں، جس سے ایسی دل آویز سریلی آواز نکلتی ہے کہ سننے والوں نے اس سے اچھی آواز کبھی نہیں سنی۔''

حوروں سے منگنی

پھر خوشنما آنکھوں والی حوریں اپنے مکانوں سے نکل کر جنت کے بالاخانوں کے درمیان کھڑی ہو کر آواز دیتی ہیں: کوئی ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے منگنی کرنے والا تاکہ حق تعالیٰ شانہ اس کو ہم سے جوڑ دیں، پھر وہی حوریں جنت کے داروغہ رضوان سے پوچھتی ہیں کہ یہ کیسی

رات ہے؟ وہ لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی رات ہے، جنت کے دروازے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کیلئے آج کھول دیئے گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رضوان سے فرمادیتے ہیں کہ جنت کے دروازے کھول دے اور مالک (جہنم کے داروغہ) سے فرمادیتے ہیں کہ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے روزہ داروں پر جہنم کے دروازے بند کردے اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ زمین پر جاؤ اور سرکش شیاطین کو قید کرو اور ان کے گلے میں طوق ڈال کر دریا میں پھینک دو کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔

مغفرت کی صدا

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان کی ہر رات میں ایک مُنادی کو حکم فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ آواز دے کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطا کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں، کون ہے جو غنی کو قرض دے، ایسا غنی جو نادار نہیں، ایسا پورا پورا ادا کرنے والا جو ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ رمضان شریف میں افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے

تھے اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آج تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کیے گئے تھے ان کے برابر اس ایک دن میں آزاد فرماتے ہیں۔

فرشتوں کا نزول

اور جس رات شبِ قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرماتے ہیں، وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں، ان کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے جس کو کعبہ کے اُوپر کھڑا کرتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو کو صرف اسی رات میں کھولتے ہیں جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں سے تقاضا فرماتے ہیں کہ جو مسلمان آج کی رات میں کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اسکو سلام کریں اور مصافحہ کریں اور انکی دعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے، جب صبح ہو جاتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام آواز دیتے ہیں کہ اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو۔

چار افراد کی بخشش نہیں

فرشتے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے مؤمنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر توجہ فرمائی اور

چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا، صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! وہ چار شخص کون ہیں؟ ارشاد ہوا:

☆ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو۔

☆ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔

☆ تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور ناطہ توڑنے والا ہو۔

☆ چوتھا وہ شخص جو کینہ رکھنے والا اور آپس میں قطع تعلق کرنیوالا ہو۔

عید کی صبح یقینی مغفرت

پھر جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام آسمانوں پر "لیلۃُ الجائزۃ" (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں، وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے جس کو جنات اور انسان کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے، پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی اُمت! اس ربِ کریم کی درگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اور بڑے بڑے قصور معاف کرنے والا ہے، پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف چلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جو اپنا کام پورا کر چکا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اور ہمارے مالک! اس کا بدلہ یہی ہے کہ اسکی مزدوری پوری پوری دے دی جائے، تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد

فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں، میں نے ان کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اور مغفرت عطا کر دی۔

اور بندوں سے خطاب فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دن اپنے اس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے، عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا، میری عزت کی قسم! جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر ستاری کرتا رہوں گا (اور ان کو چھپاتا رہوں گا) میری عزت کی قسم اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اور کافروں) کے سامنے رُسوا اور فضیحت نہ کروں گا، بس اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ، تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا، پس فرشتے اس اجر وثواب کو دیکھ کر جو اس اُمت کو افطار کے دن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اور کِھل جاتے ہیں۔ **اللّٰھم اجعلنا منھم** (فضائلِ رمضان)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عید الفطر کی شب اور اس کا دن انعاماتِ الٰہی کی وصولی اور خوشنودی حاصل ہونے کا مبارک دن ہے مگر، افسوس کہ ہم نے اس کو ان کی ناراضگی کا سبب بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور تعجب ہے کہ ایسی باتوں کو ہم گناہ بھی نہیں سمجھتے جو اور بھی خطرناک بات ہے۔

یہاں ذیل میں ایسی ہی کچھ باتیں عرض کرتا ہوں صرف اس اُمید پر کہ شاید کوئی اللہ کا بندہ توجہ سے ان باتوں کو پڑھے اور عمل کی توفیق ہوجائے، حق تعالیٰ ہم سب کو ان منکرات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

عید کارڈ

ہمارے معاشرے میں عیدین کے موقع پر اور بالخصوص میٹھی عید میں عید کارڈ بھیجنے کا بہت ہی رِواج ہے، ہر خاص وعام، پڑھا لکھا یا جاہل عید کارڈ بھیجنے کا اہتمام کرتا ہے اور ایک نہیں متعدد کارڈ بھیجتا ہے اور خوبصورت سے خوبصورت کارڈ روانہ کرتا ہے، عید الفطر آنے سے ہفتوں پہلے بک اسٹالوں کا چکر لگانا شروع کرتا ہے جہاں رمضان ہی سے نت نئے عید کارڈ فروخت کیلئے موجود ہوتے ہیں، جن میں اعلیٰ ومتوسط، ادنیٰ ہر قسم کے ہوتے ہیں اور اعلیٰ سے اعلیٰ قیمتوں والے کارڈ بھی ہوتے ہیں، انہیں خریدنے اور ارسال کرنے کو نہ کوئی گناہ سمجھتا ہے اور نہ خلافِ شریعت، بلکہ اس کو اظہارِ مسرّت اور عید کی مبارکباد کا ایک جدید اور مہذّب طریقہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ عید کارڈ میں سراسر اِسراف ہے جو قرآن وسنّت کی رُو سے گناہ ہے اور یہ انگریزوں کے کرسمس کارڈ کی نقل بھی ہے، جبکہ کافروں اور خدا کے باغیوں کی نقل اُتارنا گناہِ عظیم ہے اور بھی اس میں بہت سی قباحتیں ہیں جن کی بناء پر عید کارڈ بھیجنا اور بھجوانا جائز نہیں،

چنانچہ عید کارڈ میں مزید گناہ کی باتیں یہ ہیں:

☆ بہت سے عید کارڈ جانداروں کی تصاویر پر مشتمل ہوتے ہیں، مثلاً کسی میں طوطا، کسی میں بگلا، کسی میں کوئی دوسرا خوبصورت جانور یا پرندہ بنا ہوا ہوتا ہے، جبکہ جانداروں کی تصاویر کھینچنا، بنانا، دیکھنا اور پسند کر کے دوسرے شخص کے پاس بھیجنا گناہ ہی گناہ ہے۔

☆ بہت سے عید کارڈ فلمی ستاروں، ایکٹروں اور اداکاروں کی رنگین تصاویر پر مبنی ہوتے ہیں جنہیں خاص مقبولیت حاصل ہوتی ہے، ایسے عید کارڈوں کے گناہِ عظیم ہونے میں کیا شک ہے، بعض عید کارڈ ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں عریاں یا نیم عریاں عورتوں کی رنگین تصاویر ہوتی ہیں جن کو دیکھنا، چھاپنا سب گناہ ہے، ان کو خرید کر بھیجنا اور بھی بڑا گناہ ہے۔

☆ بعض عید کارڈ آیاتِ قرآنی پر مشتمل ہوتے ہیں اور عید کارڈ وصول ہونے کے بعد، دیکھنے اور پڑھنے کے بعد ردّی کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا ہے یا کسی اور جگہ ڈال دیا جاتا ہے جس سے آیاتِ الٰہی کی بے ادبی اور سخت بے حرمتی ہوتی ہے جو بلاشبہ گناہ ہے۔

☆ پھر عید کارڈ بھیجنے والوں کا آپس میں اعلیٰ سے اعلیٰ عید کارڈ بھیجنے کا مقابلہ ہوتا ہے، ہر شخص دوسرے سے بہتر اور عمدہ عید کارڈ بھیجنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ اس کے عید کارڈ کی سب سے زیادہ تعریف اور

تذکرہ ہو، یہ کھلی رِیا کاری ہے جو گناہِ عظیم ہے اور گناہ کے کام میں مسابقت اور مقابلہ اس کی سنگینی کو اور بڑھا دیتا ہے۔

☆ پھر جو شخص گھٹیا عید کارڈ بھیجتا ہے یا نہیں بھیجتا تو اس کو طرح طرح کے طعنے دیئے جاتے ہیں، حالانکہ اوّل تو کسی کو طعنہ دینا خود گناہِ عظیم ہے پھر ایک گناہ کی بات پر دوسرے کو طعنے دے کر مجبور کرنا یا اُبھارنا اور بھی گناہ کی بات ہے۔

☆ بعض جگہ عید کارڈ بھیجنے میں اَدلہ بدلہ کا تصور کارفرما ہوتا ہے، آپ نے بھیجا تو دوسرا بھی بھیجے گا، اگر آپ نے نہ بھیجا تو دوسرا بھی نہ بھیجے گا اور گناہ میں اَدلہ بدلہ بھی گناہ ہے اور گلہ شکوہ بھی برا ہے۔

☆ بعض عید کارڈ ان ظاہری خرافات سے خالی ہوتے ہیں، مثلاً کسی میں گلاب کے خوبصورت پھول ہوتے ہیں جن میں حضرات اہلِ بیت رضی اللہ عنھم کے نام درج ہوتے ہیں، بعض میں حرمین شریفین کے فوٹو اور خوبصورت باغات اور سینریاں بنی ہوتی ہیں جن میں جانداروں کی تصاویر نہیں ہوتیں لیکن ایسے عید کارڈ بھی اسراف اور تبذیر اور غیر مسلموں کی مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہیں۔

☆ عید کارڈ بھیجنے میں یہاں تک غلو ہو چکا ہے کہ ہزاروں بندگانِ خدا روزہ کی نعمت سے محروم ہیں اور صدقۃ الفطر ادا نہیں کرتے، لیکن عید کارڈ قیمتی سے قیمتی خریدنا اور احباب کو روانہ کرنا نہیں بھولتے کہ جیسے یہ بھی

کوئی فرض ہے، کس قدر غفلت اور گناہ کی بات ہے۔

☆ بعض لوگ ٹیلیفون اور موبائل کے ذریعے عید کی مبارکبادی دینا ضروری تصور کرتے ہیں، حالانکہ اس کو ضروری سمجھنا صحیح نہیں، یہ محض ایک رسم ہے، اگر ضروری نہ سمجھیں تو عید کی مبارکبادی دینا جائز ہے۔

اس طرح بے شمار گناہوں کے ساتھ عید کارڈ میں ہزاروں لاکھوں روپیہ ضائع و برباد ہوتا ہے جو بلاشبہ اسراف وتبذیر میں داخل ہے اور گناہ در گناہ ہے، اگر اتنی رقم غرباء، فقراء اور مساکین میں تقسیم کی جائے تو کتنے ہی تنگدست گھرانے خوشحال ہو جائیں، بیمار تندرست ہو جائیں، روزی کے محتاج برسرِ روزگار ہو جائیں۔ حق تعالیٰ فہمِ صحیح عطا فرمائیں اور اس گناہِ عظیم سے بچنے کی توفیق بخشیں، آمین۔

عید کی تیاری

ایک فتنہ عید کی تیاری کا ہے جو عید الفطر میں زیادہ اور بقر عید کے موقع پر کچھ کم برپا ہوتا ہے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے بلاشبہ مسرّت کا دن قرار دیا ہے اور اتنی بات بھی شریعت سے ثابت ہے کہ اس روز جو بہتر سے بہتر لباس کسی شخص کو میسر ہو وہ لباس پہنے، لیکن آج کل اس غرض کیلئے جن بے شمار فضول خرچیوں اور اسراف کے سیلاب کو عیدین کے لوازم میں سمجھ لیا گیا ہے اس کا دین وشریعت

سے کوئی تعلق نہیں۔

آج یہ بات فرض وواجب سمجھ لی گئی ہے کہ کسی شخص کے پاس مالی طور پر گنجائش ہو یا نہ ہو، لیکن وہ کسی نہ کسی طرح گھر کے ہر فرد کیلئے نئے سے نئے جوڑے کا اہتمام کرے، گھر کے ہر فرد کے جوتے ٹوپی سے لے کر ہر چیز نئی خریدے، گھر کی آرائش وزیبائش کیلئے نت نئے سامان فراہم کرے، دوسرے شہروں میں رہنے والے اعزہ واقارب کو قیمتی کارڈ بھیجے اور تمام اُمور کی انجام دہی میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ایک متوسط آمدنی رکھنے والے شخص کیلئے عید اور بقر عید کی تیاری ایک مستقل مصیبت بن چکی ہے، اس سلسلہ میں وہ اپنے گھر والوں کی فرمائشیں پوری کرنے کیلئے جب جائز ذرائع کو ناکافی سمجھتا ہے تو مختلف طریقوں سے دوسروں کی جیب کاٹ کر وہ روپیہ فراہم کرتا ہے تاکہ ان کی غیر متناہی خواہشات کا پیٹ بھر سکے۔

اور اس عید کی تیاری کا کم سے کم نقصان تو یہ ہے کہ رمضان اور خاص طور سے آخری عشرے کی راتیں اور اسی طرح بقر عید کے پہلے عشرے کی راتیں بالخصوص بقر عید کی شب جو گوشۂ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے عرض ومناجات اور ذکر وفکر کی راتیں ہیں، وہ سب بازاروں میں گزرتی ہیں۔ (البلاغ)

عید میں گلے ملنے کا حکم

سب سے پہلے مصافحہ اور معانقہ سے متعلق رسولِ اکرم ﷺ کے ارشادات ملاحظہ ہوں:

حدیث

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً جب ایک بندۂ مؤمن دوسرے بندۂ مؤمن سے ملاقات کرتا ہے، پھر اس کو سلام کرتا ہے، پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کرتا ہے تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت کے پتے (موسمِ خزاں میں خشک ہو کر گر جاتے ہیں)

(الترغیب والترہیب ص ۴۳۶ ج ۳)

حدیث

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان باہم ملاقات کرتے ہیں (اور) پھر باہم مصافحہ کرتے ہیں تو ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے پہلے انکی مغفرت ہو جاتی ہے۔

(رواہ الطبرانی فی الأوسط والترغیب والترھیب ص ۴۳۶ ج ۳)

مصافحہ سلام کا تکملہ ہے

حدیث

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارے آپس میں سلام کی تکمیل (سلام کے بعد) مصافحہ کرنا ہے۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۷۶)

حدیث

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سلام کی تکمیل ہاتھ پکڑنا ہے، یعنی مصافحہ کرنا ہے۔ (رواہ الترمذی ص ۸۵ ج ۲)

معانقہ سفر سے آنے پر ہے

حدیث

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ (کسی سفر سے) مدینہ منورہ آئے، رسولِ اکرم ﷺ میرے گھر تشریف فرما تھے، وہ آپ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے اور دروازہ کھٹکھٹایا، چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ (ان کے آنے کی خوشی میں) کھلے بدن کے ساتھ (جب کہ ستر چھپا ہوا تھا) ایک چادر اپنے بدن پر ڈالتے ہوئے

ان کی طرف متوجہ ہوئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، بخدا! میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں کسی کا استقبال کرتے ہوئے نہ کبھی اس سے پہلے دیکھا اور نہ کبھی اس کے بعد، پھر آپ نے زید بن حارثہ سے معانقہ کیا اور بوسہ لیا۔

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۴۰۲)

حدیث

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ان کے حبشہ سے واپسی کے قصے میں منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم حبشہ سے نکلے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اور مجھ سے معانقہ فرمایا۔ (رواہ فی شرح السنۃ، مشکوٰۃ ص ۴۰۲)

مصافحہ اور معانقہ میں صحابۂ کرامؓ کا عمل

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ جب آپس میں ملاقات کرتے تو مصافحہ کرتے اور جب کسی سفر سے واپس لوٹتے تو معانقہ کیا کرتے تھے۔ (رواہ الطبرانی، الترغیب والترہیب ص ۴۲۳ ج ۳)

تشریح

ان احادیث سے اور ان جیسی دیگر احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ

مصافحہ اور معانقہ کرنے میں حضور اقدس ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپس میں ملاقات ہوتی تو پہلے سلام کرتے اور سلام کے بعد مصافحہ کرتے اور جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے، مصافحہ اور معانقہ کا کوئی خاص وقت یا دن مقرر نہ تھا، بس اسی طرح بالکل اسی تفصیل سے مصافحہ اور معانقہ کرنا مسنون و مستحب اور کارِ ثواب ہے، اس پر عمل کرنا چاہئے، اسے نہ کوئی روک سکتا ہے نہ کسی کی مجال ہے۔

عید کے دن گلے ملنا

چنانچہ اگر کوئی مصافحہ اور معانقہ کو عید کے دن خاص عید کی سنّت یا عید کی وجہ سے لازم اور ضروری نہ سمجھے یا پھر عیدین کے دن اتفاقاً بوقتِ ملاقات سلام کر کے مصافحہ کر لے تو کوئی مضائقہ نہیں، یا جو عزیز یا رشتہ دار یا دوست عید کے دن سفر سے آئے اور سفر سے آنے کی بناء پر اس سے گلے ملے تو بھی نہ صرف جائز بلکہ سنّت ہے، لیکن عید کے دن مصافحہ اور معانقہ کو عید کی سنّت سمجھنا یا واجب جاننا اور خاص عید کی وجہ سے اس کا اہتمام کرنا جیسا کہ عام طور پر رِواج ہے تو ایسا مصافحہ اور معانقہ بلاشبہ ناجائز ہے اور اس کو ترک کرنا ضروری ہے، کیونکہ کسی دلیلِ شرعی سے اس کا ثبوت نہیں ہے اور ہمارے اکابر رحمھم اللہ نے اسی پہلو سے

اس کو بدعت قرار دیا ہے۔

عید کی مبارکبادی

عید کی مبارکبادی کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ یہ کسی صحیح اور مستند حدیث سے ثابت نہیں اور شروع ہی سے اس میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ اس میں علماء کے پانچ اقوال ہیں:

(۱)....جائز (۲)....مباح (۳)....مندوب

(۴)....مکروہ (۵)....بدعت

لہٰذا اگر عید کی مبارکبادی تمام منکرات سے خالی ہو، مثلاً نہ اس کو سنّت سمجھا جائے اور نہ واجب کی طرح ضروری اور نہ فرض وواجب کا سا اس کے ساتھ معاملہ کیا جائے، جو اِس کا اہتمام نہ کرے اس کو برا بھلا نہ کہا جائے، نہ ٹیڑھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جائے اور جب ملاقات ہو تو پہلے باقاعدہ مسنون سلام کیا جائے، اس کے بعد "تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَ مِنْکَ" یا اس کے ہم معنیٰ کوئی دوسرا لفظ جیسے عید مبارک کہہ دیا جائے، تو جائز اور دُعا ہونے کی بناء پر باعثِ ثواب ہے۔

لیکن اگر اس میں حد سے تجاوز کیا جائے، مثلاً سنّت سمجھا جائے یا فرض وواجب کی طرح اس کو ضروری سمجھا جائے اور اسی طرح اس کا جو درجہ ہے اس سے اس کو بڑھا دیا جائے تو پھر مکروہ وممنوع ہے۔

عید کی سوّیاں

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ عید کے دن عید گاہ طاق مرتبہ (تین، پانچ، سات، نو) چھوارے کھا کر تشریف لے جاتے تھے۔ (جمع الفوائد ص ۲۸۳ ج ۱)

تشریح

علماء اور فقہاء رحمھم اللہ نے اس حدیث کو اور اس جیسی دیگر احادیث کو سامنے رکھ کر فرمایا ہے کہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے طاق مرتبہ کھجور یا چھوارے کھا کر جانا افضل ہے، اگر کھجوریں موجود نہ ہوں تو کوئی دوسری میٹھی چیز کھالیں، میٹھی چیز نہ بھی ہو تو جو چیز بھی ہو کھا لیں اور اگر بغیر کچھ کھائے پئے کوئی شخص نمازِ عید کیلئے چلا جائے، تب بھی کچھ گناہ نہیں، ملاحظہ ہو:

"فی الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح: و ندب أن یکون المأکول تمرًا إن وجد و أن یکون عدده وترًا، ولو لم یأکل قبلها لا یأثم ...الخ، قوله: و یأکلهن وترًا و من ثم استحب بعض

التابعين أن يفطر على الحلو مطلقاً كالعسل فإن لم يتيسر التمر أكل حلوا غيره كما ذكرنا، فان لم تيسر تناول ما تيسر"

(ص ٦٨٨ و ٦٨٩ و كذا في الشامي ص ٥٥٦ ج ١)

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوئی کہ شریعت میں کوئی خاص چیز معین ومقرر نہیں ہے، وقت پر جو چیز بھی مل جائے کھالیں، کھجور یا چھوارے یا اور کوئی میٹھی چیز کھالینا بہتر ہے، یہ نہ ہو تو کوئی اور چیز خواہ وہ نمکین ہی ہو وہ کھالیں، اگر کچھ نہ کھائیں تب بھی کوئی حرج نہیں۔

لہٰذا خاص سویوں کو عید کی سنّت قرار دینا یا انہیں عید کے دن پکانے کو ایسا لازمی اور ضروری سمجھنا کہ جو شخص عید کے دن سویاں نہ پکائے اس پر شرعی حیثیت سے نکیر کی جائے، ناجائز ہے، البتہ جو لوگ ایسا نہ سمجھیں بلکہ محض اپنی سہولت یا پسند کے مطابق بنائیں تو اس کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔

بعض قرائن اور شواہد کی بناء پر عید کی سویوں کے متعلق احقر کا تأثر یہ ہے کہ عام لوگ اس کو عید کی سنّت یا ایسا لازمی سمجھتے ہیں کہ اس کے ترک کو قابلِ طعن قرار دیتے ہیں، اس طرح یہ بھی عید کی ایک رسم بن چکی ہے، اسلئے قابلِ ترک ہے۔

دُعا نمازِ عید کے بعد کیجئے

اکثر مقامات پر خطباء عید کے خطبہ کے بعد دعا کرتے ہیں، یہ طریقہ سنّت کے مطابق نہیں ہے، کیونکہ احادیث میں ہر نماز کے بعد دُعا کی قبولیت عمومی طور پر وارِد ہے، لہٰذا نمازِ عید بھی اس عموم میں داخل ہوگی، اور اسکے بعد بھی دعا کرنا مستحب قرار پائے گا، البتہ خطبے کے بعد دعا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہے، چنانچہ نماز کے بعد دعا ترک کر کے خطبہ کے بعد دعا کرنے سے سنّت میں تبدیلی لازم آئیگی جس سے بچنا چاہیئے۔

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرّہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"البتہ بعد نماز کے آثارِ کثیرہ میں مشروع ہے اور دُبرُ الصلوات اوقاتِ اجابتِ دعا بھی ہے، بہر حال! بعد نماز دعا کرنا اور بجائے اس کے بعد خطبہ مقرر کرنا تغیر سنّت اور قابلِ احتراز ہے۔

(امداد الفتاوٰی، ص۳۷۶ ج۱)

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"الحاصل استحباب دعا بعد نمازِ عیدین احادیثِ مذکورہ سے ثابت ہے، اور خطبہ کے بعد دعاء ثابت نہیں، پس معلوم ہوا کہ اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عیدین کے بعد دعا کرنے میں ہے، نہ کہ اسکے ترک

میں اور خطبے کے بعد اتباعِ سنّت دعا نہ کرنے میں ہے، باقی ترک ایسے اُمورِ مستحبہ کا ظاہر ہے کہ لائقِ ملامت نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(عزیز الفتاوٰی، ص ۳۰۲)

لیکن خطبہ کے بعد دعا مانگنے کو بالکل ناجائز نہیں کہا جائے گا، کیونکہ جب احادیث سے دعا کرنے کا صراحۃً کوئی مقام ثابت نہیں ہے تو اسکو بالکل ناجائز قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے، سوال صرف افضل اور بہتر کا ہے، ہمارے نزدیک دعا نمازِ عید کے بعد ہی کرنا بہتر ہے، تاہم اگر کوئی شخص خطبۂ عید کے بعد دعا مانگے تو متعدد علماء نے اس کو بھی جائز رکھا ہے اور اس کے ناجائز ہونے کی کوئی صریح دلیل بھی موجود نہیں، اس لئے اس کو ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ واللہ اعلم

ہلالِ عید کے مسائل

ہلالِ عید کا ثبوت جب مطلع صاف نہ ہو

اگر مطلع صاف نہ ہو، کوئی بادل یا غبار یا دُھواں وغیرہ اُفق پر ایسا چھایا ہوا ہو جو چاند کو چھپالے تو ایسی صورت میں عید کے چاند کے ثبوت کیلئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے، بغیر اس کے ہلالِ عید ثابت نہیں ہوگا، اور عید منانا درست نہیں ہوگا، بلکہ رمضان المبارک کی تیسویں تاریخ کا روزہ رکھنا فرض ہوگا۔ (رسالہ رؤیت ہلال بتصرف)

ہلالِ عید کا ثبوت جب مطلع صاف ہو

اگر مطلع بالکل صاف ہو، ایسا گردوغبار یا دھواں یا بادل وغیرہ اُفق پر چھایا ہوا نہ ہو جو چاند کے نظر آنے میں رُکاوٹ بن سکے، اور اس کے باوجود کسی بستی یا شہر کے عام لوگوں کو چاند نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں ہلالِ عید کیلئے صرف دو چار گواہوں کا بیان معتبر نہ ہوگا کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، بلکہ اس صورت میں ایک بڑی جماعت کی گواہی ضروری ہوگی جو مختلف اطراف سے آئے ہوں اور اپنی اپنی جگہ چاند دیکھنا بیان کریں، اور ان سے کسی سازش کا احتمال نہ ہو اور جماعت کی کثرت کے سبب عقلاً یہ باور نہ کیا جا سکے کہ اتنی بڑی جماعت جھوٹ بول سکتی ہے، اس جماعت کی تعداد میں فقہاءِ کرام رحمھم اللہ کے مختلف اقوال ہیں، صحیح بات یہ ہے کہ کوئی خاص تعداد شرعاً متعین نہیں ہے، جتنی تعداد سے یہ یقین ہو جائے کہ یہ سب مل کر جھوٹ نہیں بول سکتے، وہی تعداد کافی ہے، خواہ پچاس ہوں یا کم و بیش۔ (رؤیتِ ہلال بتصرف)

ہلالِ عید کا ثبوت بغیر شہادت کے نہیں ہو سکتا

ہلالِ عید کا ثبوت باقاعدہ شہادت کے بغیر نہیں ہو سکتا، اور شہادت کیلئے حاضر ہونا لازمی ہے، غائبانہ خبروں کے ذریعہ شہادت اداء نہیں

ہوسکتی، خواہ وہ قدیم طرز کے آلاتِ خبررسانی ہوں جیسے خط وغیرہ یا جدید طرز کے آلات، ریڈیو، ٹی وی اور ٹیلیفون وغیرہ ہوں، اور خواہ ان پر شہادت دینے والا معتبر، ثقہ، عاقل، بالغ، بینا ہو اور چاہے اس کی شکل وصورت اور آواز تک پہچانی جا رہی ہو، کیونکہ ان باتوں پر شہادت کا اطلاق نہیں ہوتا، جبکہ ہلالِ عید کے ثبوت کیلئے شہادت اور نصابِ شہادت شرط ہے۔ لہٰذا صرف ایک آدمی کی خبر سے یا ریڈیو، ٹی وی، ٹیلیفون اور خط کی شہادت سے ہلالِ عید کا ثبوت نہیں ہوگا اور جو فیصلہ ان کی شہادتوں کی بنیاد پر کیا جائے گا وہ بھی غیر معتبر ہوگا اور پھر اسکے مطابق دو شہروں یا دو ملکوں میں ایک ہی دن عید کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (رؤیتِ ہلال)

ایک استثنائی صورت ”استفاضۂ خبر“

ایک صورت ایسی بھی ہے جس میں چاند کے ثبوت کیلئے باقاعدہ شہادت شرط نہیں، خواہ رمضان کا چاند ہو یا عید وغیرہ کا، وہ صورت یہ ہے کہ کوئی خبر اتنی عام اور مشہور ومتواتر ہو جائے کہ اس کے بیان کرنے والوں کے مجموعہ پر یہ گمان نہ ہوسکے کہ انہوں نے کوئی سازش کی ہے یا سب کے سب جھوٹ بول رہے ہیں، ایسی خبر کو دینی زبان میں ”خبرِ مستفیض“ یعنی مشہور کہا جاتا ہے، اس میں شرط یہ ہے کہ مختلف

اطراف سے مختلف آدمی یہ بیان کریں کہ ہم نے خود چاند دیکھا ہے، یا یہ کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی نے چاند دیکھنے کی شہادت قبول کر کے چاند ہونے کا فیصلہ کیا ہے، یا موجودہ آلاتِ مواصلات تار، ٹیلیفون، ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ مختلف جگہوں سے مختلف لوگوں کے یہ بیانات موصول ہوں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے یا ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی نے شہادت سن کر چاند ہونے کا فیصلہ کیا ہے، جب ایسا بیان دینے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہو جائے کہ عقلاً ان کے جھوٹ ہونے کا کوئی احتمال نہ رہے تو ایسی خبرِ مستفیض پر روزہ اور عید دونوں میں عمل کرنا جائز ہے، اس میں نہ شہادت شرط ہے، نہ شرائطِ شہادت ضروری ہیں، اس لئے اس میں ریڈیو، تار، ٹیلیفون وغیرہ کی خبروں سے کام لیا جاسکتا ہے، صرف کثرتِ تعداد اتنی ہونی چاہیئے کہ جن کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً باور نہ کیا جاسکے، اور صحیح قول کے مطابق یہاں بھی بیان دینے والوں کی کوئی خاص تعداد متعین نہیں ہے، قاضی یا ہلال کمیٹی کے اعتماد پر مدار ہے۔ (ملخص از رسالہ رؤیتِ ہلال)

تنبیہ

یاد رہے کہ کسی ریڈیو وغیرہ سے بہت سے شہروں کی خبریں سن لینا استفاضۂ خبر کیلئے کافی نہیں ہے، بلکہ استفاضۂ خبر جب سمجھا جائے گا

جب دس بیس جگہ کے ریڈیو اپنے اپنے مقامات کے قاضیوں یا ہلال کمیٹی کا فیصلہ نشر کریں، یا جن لوگوں نے خود چاند دیکھا ہے ان کا بیان نشر کریں، یا چار، پانچ جگہ کے ریڈیو اور دس بیس جگہ کے ٹیلیفون، خط اور ٹیلیگرام ایسے لوگوں کے پہنچیں جنہوں نے خود چاند دیکھا ہے یا اس جگہ کے قاضی یا ہلال کمیٹی کا فیصلہ بیان کریں تو اس طرح یہ خبرِ مستفیض (مشہور) ہو جاتی ہے اور جس شہر میں ایسی خبریں پہنچیں، وہاں کے قاضی یا ہلال کمیٹی کو اس کا اعتبار کر کے رمضان یا عید کا اعلان کر دینا چاہئے۔

یہ بھی یاد رہے کہ استفاضۂ خبر وہی معتبر ہوگا جبکہ ایک بڑی جماعت خود چاند دیکھنے والوں سے سن کر یا کسی شہر کے قاضی کا فیصلہ خود سن کر بیان کرے۔ وہ عامیانہ شہرت کہ جس میں یہ پتہ ہی نہ ہو کہ کس نے اس کو مشہور کیا ہے، کسی خبر کو مستفیض یا مشہور بنانے کیلئے کافی نہیں ہے۔

(رسالہ رؤیتِ ہلال)

رؤیتِ ہلال کیلئے شرائطِ شہادت

رؤیتِ ہلالِ عید وغیرہ کیلئے جن صورتوں میں شہادت شرط ہے، وہاں شہادت دینے والوں میں درجِ ذیل شرائطِ شہادت کا پایا جانا بھی شرط ہے، ان شرائط کے بغیر شہادت معتبر نہ ہوگی۔

(۱)... مسلمان ہونا۔ غیر مسلم کی شہادت رؤیتِ ہلال میں معتبر نہیں۔

(۲،۳)... بالغ اور عاقل ہونا، دیوانہ اور نابالغ بچہ کی شہادت

معتبر نہیں۔

(۴)...بینا ہونا، نابینا کی شہادت معتبر نہیں۔

(۵)...شاہد کا عادل ہونا، لہٰذا گواہ فاسق نہ ہونا چاہیے۔

عدل سے مراد وہ مسلمان ہے جو کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو، اس کے نیک اعمال، برے اعمال پر غالب ہوں، لہٰذا جس مسلمان کا حال اس کے برخلاف ہو، وہ فاسق ہے، البتہ تحقیق سے اگر فاسق کے سچے ہونے کا گمان غالب ہو جائے تو قاضی یا رؤیت ہلال کمیٹی اس کی شہادت قبول کر سکتی ہے، ڈاڑھی منڈوانے والوں اور دیگر فساق کے متعلق یہی تفصیل ہے۔

(۶)...شاہد کا اپنی گواہی لفظِ شہادت کے ذریعہ دینا، چنانچہ گواہی میں بغیر لفظ ''شہادت'' استعمال کئے گواہی قبول نہیں کی جائے گی، مثلاً اس طرح گواہی دینا ضروری ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ فلاں واقعہ اس طرح ہوا ہے۔

(۷)...جس واقعہ کی گواہی دے رہا ہے اس کو بچشمِ خود دیکھا ہو، محض سنی سنائی بات نہ ہو۔

(۸)...مجلسِ قضا ہونا، یعنی گواہ کیلئے ضروری ہے کہ قاضی کی مجلس میں خود حاضر ہو کر شہادت دے، لہٰذا پسِ پردہ یا دور سے بذریعہ خط یا

ٹیلیفون یا وائرلیس یا ریڈیو وغیرہ سے کوئی شخص شہادت دے تو شرعاً وہ شہادت نہیں، محض ایک خبر ہے، جو یہاں کافی نہیں، اگرچہ بولنے والے کی آواز پہچانی جائے، اور وہ ثقہ اور قابلِ شہادت ہو۔ (ملخص از رؤیتِ ہلال)

رؤیتِ ہلال کمیٹی کے اعلان پر عید منانا

رؤیتِ ہلال کمیٹی اگر ان تمام شرائط کے ساتھ جو اُس کے فیصلہ کے صحیح اور معتبر ہونے کیلئے ضروری ہیں (۱)، اپنا فیصلہ ریڈیو وغیرہ پر نشر کرے تو جس شہر یا علاقہ یا ضلع یا صوبہ یا پورے ملک کی وہ ہلال کمیٹی ہے تو اس کا فیصلہ اپنے حدودِ ولایت میں واجب العمل ہوگا اور اس کے مطابق عید منانا ضروری ہوگا۔

نمازِ عید کے واجب ہونے کی شرطیں

نمازِ عید واجب ہونے کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱)...مقیم ہونا، چنانچہ مسافر پر نمازِ عید واجب نہیں۔

(۲)...تندرست ہونا، چنانچہ ایسے بیمار پر جو بیماری کی وجہ سے نمازِ عید پڑھنے عیدگاہ یا جہاں نمازِ عید ہو رہی ہو وہاں تک پیدل جانے سے معذور ہو، ایسے ہی بڑھاپے کی وجہ سے کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو اور جہاں نمازِ عید ہو رہی ہو وہاں تک نہ جاسکتا ہو، یا نابینا ہو تو ایسے لوگ بھی

---

(۱) رؤیتِ ہلال کمیٹی کا طریقۂ کار اور شرائط کی تفصیلات مفتیٔ اعظمؒ پاکستان کے رسالہ ''رؤیتِ ہلال'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

مریض سمجھے جائیں گے اور ان پر نمازِ عید واجب نہیں۔

(۳)...آزاد ہونا، غلام پر نمازِ عید واجب نہیں۔

(۴)...مرد ہونا، خواتین پر نمازِ عید واجب نہیں۔

(۵)...ترکِ جماعت کے اَعذار سے خالی ہونا، یعنی جن عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں رہتی، جن کی تعداد تقریباً چودہ (۱۴) ہے مثلاً ستر چھپانے کے بقدر لباس نہ ہونا، سخت ترین بارش، برف باری اور سخت ترین سردی ہونا وغیرہ، ان سے خالی ہونا، ان عذروں میں سے کوئی عذر کسی شخص کو لاحق ہو تو اس پر نمازِ عید واجب نہیں۔ (درّ مختار)

نیز عام نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں ہیں جیسے عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا، وہ بھی نمازِ عید میں معتبر ہیں، مذکورہ شرطیں خاص نمازِ عید واجب ہونے کی ہیں۔

اگر کوئی شخص ان شرطوں کے نہ پائے جانے کے باوجود نمازِ عید پڑھ لے تو اُس کی نماز ہو جائے گی، مثلاً کوئی مسافر یا مریض یا عورت شریکِ جماعت ہو کر نمازِ عید پڑھے، لیکن عورت کو شریکِ جماعت نہ ہونا چاہیے۔ (درمختار)

نمازِ عید کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱)...شہر یا قصبہ ہونا۔ چنانچہ گاؤں یا جنگل میں نمازِ عید درست

نہیں، البتہ وہ بڑا گاؤں جو قصبہ کی طرح ہو، مثلاً اس میں بازار ہو، گلی کوچے ہوں اور تمام ضروریاتِ زندگی آسانی سے مل جاتی ہوں، وہ بھی بحکمِ قصبہ ہے اور اس میں نمازِ عید جائز ہے۔

(۲)...وقت ہونا۔ نمازِ عید کا وقت سورج نکل کر خوب روشن ہو جانے سے شروع ہوتا ہے اور زوال سے پہلے تک رہتا ہے، جس کا اندازہ گھڑی گھنٹہ سے دس منٹ کا لگایا گیا ہے، یعنی طلوعِ آفتاب سے کم از کم دس منٹ کے بعد سے نمازِ عید کا وقت شروع ہو جاتا ہے، چنانچہ اس وقت سے پہلے نمازِ عید صحیح نہیں، اور زوال کے بعد بھی درست نہیں، اور اگر نمازِ عید کے دوران زوال ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدرِ تشہد کر چکا ہو۔

(۳)....جماعت ہونا۔ یعنی امام کے علاوہ کم از کم ایک شخص اور ہونا، لہٰذا تنہا ایک شخص نمازِ عید ادا نہیں کر سکتا، البتہ نمازِ جمعہ میں امام کے علاوہ ایک شخص کافی نہیں، اُس میں امام کے علاوہ کم از کم تین آدمیوں کا شروعِ خطبہ سے نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت کے سجدہ تک موجود رہنا شرط ہے اور یہ تین آدمی بھی ایسے ہوں جو لائقِ امامت ہوں، عورت یا نابالغ لڑکے نہ ہوں۔

(۴)...اذنِ عام ہونا۔ یعنی نمازِ عید عام اجازت کے ساتھ علی الاعلان ادا کرنا، لہٰذا کسی خاص مقام میں چھپ کر نمازِ عید پڑھنا درست

نہیں، اگر کسی ایسے مقام میں نمازِ عید پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو، اوراس مقام کے علاوہ کسی اور جگہ نمازِ عید کا اہتمام بھی نہ ہوتو نمازِ عید نہیں ہوگی۔ (درّ مختار وخلاصۃ الفتاوٰی)

اگرکوئی شخص ان شرائط کے نہ پائے جانے کے باوجودنمازِ عید پڑھے تواس کی نمازِ عیدنہ ہوگی، بلکہ یہ نمازنفل ہوگی اورنفل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنامکروہ ہے۔

خطبہ نمازِعیدمیں شرط نہیں، یعنی فرض نہیں بلکہ سنّت ہے ،اور نمازِعید کے بعد پڑھاجاتا ہے، اس لئے شرائط بالا میں خطبہ کاذکرنہیں آیا، البتہ سنناعید کے خطبہ کابھی واجب ہے، خواہ خطبہ کی آوازسنائی دے یانہ دے، یعنی خطبہ کے وقت بولنا چالنا،نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ (درّ مختار)

نمازِعید کاحکم

نمازِعیدصحیح ہونے اورواجب ہونے کی مذکورہ بالاشرطیں جب پائی جائیں توعید کے دن دورکعت نمازبطورِ شکرانہ اداکرناواجب ہے۔

(درّ مختار)

عیدالفطر کے دن دوکام واجب ہیں

(۱)...عید کی نمازاداکرنا، جبکہ اسکی تمام شرائط پائی جائیں۔ (درّ مختار)

(۲)...صدقۂ فطراداکرنا۔ جبکہ اس کے واجب ہونے کی شرائط

پائی جائیں۔(درِّمختار)

نوٹ: صدقۂ فطر کے مسائل آگے دوسرے باب میں آرہے ہیں، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

عیدالفطر کے دن تیرہ (۱۳) چیزیں مسنون ہیں

(۱)...صبح کو بہت سویرے اُٹھنا (۲)...غُسل کرنا (۳)...مسواک کرنا (۴)...عمدہ سے عمدہ حسبِ توفیق جو کپڑے موجود ہوں، پہننا۔ (۵)...خوشبو لگانا (۶)...شرع کے مطابق اپنی آرائش کرنا۔ (۷)...عیدگاہ بہت سویرے جانا۔ (۸)...عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی شیریں چیز جیسے چھوارے وغیرہ کھانا۔ (۹)...عیدگاہ جانے سے پہلے صدقۂ فطر دیدینا۔ (۱۰)...عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا، یعنی بلا عذر شہر کی مسجد میں نہ پڑھنا۔ (۱۱)...جس راستہ سے عیدگاہ جائے اس کے سوا دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۲)...پیدل جانا۔ (۱۳)...عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں "اَللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ أَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ" آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔(درمختار والبحر الرائق)

عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ

پہلے نمازِ عید کی نیت کرلیں کہ "اے اللہ! آپ کیلئے دو رکعت

سوار ہو کر آئے تو جائز ہے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب پیدل جانے پر قدرت ہو، ورنہ سوار ہو کر جانا، آنا ہی اولیٰ ہے۔ (طحطاوی علی المراقی)

عید گاہ کا احترام ضروری ہے

عید گاہ اگر وقف ہو تو وہ بہت سے اُمور میں مسجد کے حکم میں ہے، اس لئے عید گاہ میں کھیلنا، کشتی وغیرہ کرنا، گانا بجانا، پیشاب وپاخانہ کرنا عارضی بازار جیسے جمعہ بازار وغیرہ لگانا درست نہیں، ان اُمور سے عید گاہ کو محفوظ رکھنا لازم ہے اور صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا اولیٰ ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم مدلل بتصرف)

عید گاہ میں نمازِ عید پڑھنا سنّت ہے

عید کی نماز شہر کے باہر عید گاہ میں جا کر ادا کرنا بہتر ہے، سنّت یہی ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز باہر جنگل میں عید گاہ میں جا کر ادا فرمایا کرتے تھے، اسلئے حتی الامکان اسی پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، بلا کسی عذر کے مسنون اور افضل طریقہ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ (کبیری بتصرف)

نمازِ عید شہر میں پڑھنا جائز ہے

نمازِ عید شہر میں جامع مسجد یا کسی اور جگہ میں پڑھنا بھی جائز ہے، اور

شہر میں متعدد مقامات پر جدا جدا نمازِ عید ادا کرنا بھی جائز ہے، مگر سنّت طریقہ یہی ہے کہ شہر سے باہر جنگل میں جا کر عید کی نماز ادا کی جائے۔ (شامی)

نمازِ عید سے پہلے یا بعد میں نوافل پڑھنے کا حکم

عید کے دن نمازِ عید سے پہلے اور کوئی نفل نماز پڑھنا خواہ گھر میں پڑھے یا محلّہ کی مسجد میں پڑھے یا عید گاہ میں پڑھے اور خواہ وہ لوگ پڑھیں جن پر عید کی نماز واجب نہیں ہے، جیسے عورتیں وغیرہ، ہر حال میں مکروہ ہے، اور نمازِ عید کے بعد صرف عید گاہ میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، لیکن گھر میں آ کر یا کسی اور جگہ نفل نماز پڑھنا جائز ہے، چنانچہ خواتین عید کے دن اشراق کے نفل پڑھنا چاہیں تو نمازِ عید کے بعد پڑھیں، اسی طرح مردوں کو بھی اگر وہ چاہیں تو نمازِ عید کے بعد اشراق و چاشت اور دیگر نوافل گھر آ کر یا عید گاہ کے علاوہ کسی اور جگہ ادا کریں۔

(درمختار وشامی بتصرف)

عید گاہ میں بآوازِ بلند تکبیر نہ کہی جائے

بعض جگہ عید گاہ میں نمازِ عید سے پہلے بار بار تکبیر بلند آواز سے پڑھا کرتے ہیں تاکہ لوگ دور سے سن کر جلدی چلے آئیں، از روئے حدیث عیدین کے دن عید گاہ میں بلانے کیلئے کوئی آواز یا تکبیر کہنا نہ

چاہئے، منع ہے۔ (فتاوی دار العلوم مدلل بتصرف)

چھ زائد تکبیروں کا عیدین میں ثبوت

عیدین کی ہر رکعت میں جو تین تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں وہ بہت سے جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہیں اور رسولِ اکرم ﷺ سے منقول ہیں۔ (کبیری)

عورتوں کو عیدین کی نماز پڑھنا مکروہ ہے

عید کے دن عورتوں پر عید کی نماز واجب نہیں ہے، اگر وہ باہم مل کر گھروں میں عید کی نماز باجماعت ادا کریں تو جماعت کرنا ان کیلئے مکروہِ تحریمی یعنی ناجائز ہے، اسی طرح عورتوں کو عیدگاہ جا کر مردوں کے ساتھ نمازِ عید میں شریک ہونا بھی مکروہ ہے، عورتوں کو عید کے دن نمازِ عید ہونے کے بعد گھر میں جدا جدا اشراق کے نفل اور دیگر نوافل پڑھنا جائز ہے۔ (شامی)

بچے جماعتِ عیدین میں کہاں کھڑے ہوں؟

نابالغ بچوں کیلئے اصل حکم تو یہ ہے کہ اگر جماعت میں شامل ہوں، خواہ عیدین کی جماعت ہو تو مردوں کی صفوں کے بعد پیچھے کھڑے ہوں، اگر بوجۂ مجبوری جیسا کہ عیدگاہ میں پیش آتی ہے، بچے جماعت کے اندر کھڑے ہو جائیں یا نمازی کے آگے بیٹھ جائیں یا دائیں بائیں

کھڑے ہو جائیں تو نماز ہو جاتی ہے، لیکن یہ خلافِ سنّت ہے، اور مکروہِ تنزیہی ہے۔ (فتاوی دار العلوم مدلل بتصرف)

عیدگاہ صفوں کے متصل ہونے میں بحکمِ مسجد ہے

عیدگاہ میں بغیر صفوں کے اتصال کے بھی اقتداء ہو جاتی ہے، اور نمازِ عید کا واجب ذمہ سے اُتر جاتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسا فعل کرنا جائز ہے، کیونکہ جماعت میں خواہ کوئی جماعت ہو صفوں کو متصل کرنا اور درمیان کی گنجائش کو بھرنا واجب ہے اور اس کے خلاف کرنے پر حدیث میں سخت وعیدیں مذکور ہیں، اور درمیان کی خالی جگہوں کو بھرنے کا ثواب بھی بہت عظیم ہے، تاہم حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "یا تو اپنی صفوں کو درست کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے مسخ کردے گا"۔ (مشکوٰۃ) (آدابُ المساجد بتصرف)

عید کی نماز کیلئے مقتدیوں کا انتظار

نمازِ عیدین کا وقت زوال سے پہلے پہلے ہے، لہٰذا زوالِ آفتاب سے پہلے تک مقتدیوں کی آمد کا انتظار کرنے میں مضائقہ نہیں، لیکن زوال کے بعد انتظار نہیں، کیونکہ وہ نمازِ عید کا وقت ہی نہیں۔ (فتاوی دار العلوم مدلل بتصرف)

یہ نمازِ عید کیلئے مقتدیوں کے انتظار کرنے کی آخری حد کا بیان ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ اتنا طویل انتظار کرنا چاہئے، بلکہ نماز کیلئے جو

وقت مقرر ہو حتی الامکان اس کی پابندی کرنی چاہیے، اور کسی معقول عذر کی بناء پر دس پانچ منٹ کی تاخیر میں بھی کچھ مضائقہ نہیں، لیکن اتنی زیادہ تاخیر نہ کرنی چاہیے جس سے حاضرین کو تکلیف ہونے لگے۔

نمازِ عید میں کچھ تاخیر مندوب ہے

عیدالفطر کی نماز میں قدرے تاخیر کرنا تا کہ صدقۂ فطر ادا کیا جا سکے، بہتر ہے، اور بقرعید کی نماز میں قدرے جلدی کرنا تا کہ لوگ جلدی سے قربانی کرسکیں بہتر ہے۔ (شامی)

نمازِ عید عذر کی بناء پر دوسرے دن پڑھنا

اگر کسی عذر کی بناء پر پہلے دن عید کی نماز نہ پڑھی جا سکے مثلاً بارش ہو رہی ہو، یا عیدالفطر کی پہلی تاریخ معین اور محقق نہ ہوئی ہو اور زوال کے بعد جب وقت جاتا رہے، معین ہو تو ایسی صورت میں عیدالفطر کی نماز دوسرے دن پڑھی جا سکتی ہے، دوسرے دن کے بعد نہیں ہو سکتی، اسی طرح بلا کسی عذر کے اگر دوسرے دن تک تاخیر کریں، تب بھی نمازِ عید بالکل ادا نہ ہوگی۔ (درمختار)

جیل اور مِل میں نمازِ عید کا حکم

اگر کسی شہر میں کوئی جیل واقع ہو اور اس میں عید کی نماز اندر کے لوگ با جماعت ادا کریں یا کسی مِل اور فیکٹری کے ملازم یا وہاں کے مقیم لوگ مِل کے اندر عید کی نماز ادا کریں، جبکہ جیل اور مِل سے باہر بھی کسی

دوسری جگہ نمازِ عید کا انتظام ہے اور باہر والے وہاں جا کر نمازِ عید ادا کر سکتے ہیں، تو جیل وغیرہ میں نمازِ عید بلاشبہ جائز ہے۔ (شامی)

عیدگاہ میں عید کی دوسری جماعت مکروہ ہے

اگر کچھ لوگ عیدگاہ اس قدر تاخیر سے پہنچیں کہ وہاں عید کی نماز ہو چکی ہو تو ان لوگوں کو چاہئے کہ کسی دوسری عیدگاہ یا میدان یا مسجد میں جہاں نمازِ عید نہ ہوئی ہو، نمازِ عید ادا کریں، کیونکہ اس عیدگاہ میں عید کی دوسری جماعت کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار)

نمازِ عید کی قضا نہیں

اگر کسی شخص سے عید کی نماز فوت ہو جائے اور کہیں بھی اس کو جماعت نہ ملے تو پھر اسکی قضا نہیں ہے، اس غفلت پر توبہ واستغفار کرے، اور آئندہ احتیاط رکھے۔ (درمختار بتصرف)

نمازِ عید میں بھی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے

جگہ کا پاک ہونا ہر نماز کے صحیح ہونے کیلئے شرط ہے، خواہ کوئی سی نماز ہو، اس لئے نمازِ عید کیلئے بھی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے، اگر ناپاک جگہ میں نمازِ عید پڑھی گئی تو نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (درمختار)

نمازِ عید کیلئے تیمّم کا حکم

نمازِ عید کیلئے اہتمام سے باوضو ہو کر جانا چاہئے، اگر وضو ٹوٹ جائے

تو جلد از جلد وضو کر لینا چاہئے، لیکن اگر کبھی ایسی صورت پیش آجائے کہ عیدگاہ پہنچ کر وضو ٹوٹ جائے اور عیدگاہ میں پانی کا انتظام نہیں ہے یا انتظام تو ہے مگر اتنی دور ہے کہ اگر وہاں جائے گا اور وضو کر کے واپس نمازِ عید میں شامل ہونے کیلئے آئے گا تو شامل نہ ہو سکے گا، اور نمازِ عید بالکل نہ ملے گی، اور کسی دوسری جگہ بھی نمازِ عید ملنے کی توقع نہیں ہے یا دوسری جگہ جانا بآسانی ممکن نہیں تو ایسی مجبوری میں نمازِ عید کیلئے تیمّم کر لینا جائز ہے اور اگر وضو کر کے آنے میں امام کے ساتھ کچھ نہ کچھ عید کی نماز مل سکتی ہو تو وضو کرنا ہی ضروری ہے، تیمّم جائز نہیں۔

(طحطاوی علی المراقی)

نمازِ عید میں اذان و اقامت نہیں

نمازِ عید میں اذان و اقامت دونوں ثابت نہیں ہیں، مسنون طریقہ یہی ہے کہ بغیر اذان و اقامت کے نمازِ عید ادا کی جائے۔

عید جب جمعہ کے دن ہو تو جمعہ و عید دونوں واجب ہیں

جب عید اور جمعہ کسی تاریخ میں جمع ہو جائیں تو پہلی نماز یعنی نمازِ عید واجب ہے اور دوسری نماز یعنی جمعہ کی نماز فرض ہے، اور شہر والوں کو ان دونوں میں سے کسی کو بھی ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ (درمختار)

بعض لوگ جمعہ اور عید کے اکٹھا ہونے کو برا سمجھتے ہیں، یہ بھی سراسر جہالت اور نادانی کی بات ہے، کیونکہ دو عیدوں کا جمع ہونا اور زیادہ مسرّت اور خوشی کی بات ہے، عید الفطر سال کی عید ہے اور جمعہ ہفتہ واری عید ہے، دو عیدیں ملنے سے ناخوش ہونا بجز جہالت کے اور کیا ہے؟

نمازِ عید قبرستان کے سامنے ادا کرنا

نمازِ عید ایسی جگہ ادا کرنا جہاں سامنے قبرستان ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ قبریں نمازیوں سے اتنی دور ہوں کہ نمازمیں خشوع کے ساتھ سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنے سے قبروں پر نظر نہیں پڑتی تو نمازِ عید بلا کراہت جائز ہے اور اگر قبروں پر نظر پڑتی ہے تو نمازِ عید مکروہ ہے، بہر حال! مسلمانوں کو چاہئے کہ قبلہ کی جانب ایک دیوار بنوالیں جس سے قبروں اور نمازیوں میں آڑ ہو جائے اور کسی قسم کی کوئی کراہت نہ رہے۔ (اِمداد الاحکام بتصرف)

نمازِ عید میں ایک شخص نماز اور دوسرا خطبہ دے تو کیسا ہے؟

نمازِ عید میں ایک شخص کا نمازِ عید پڑھانا اور اس کی اجازت سے دوسرے شخص کو عید کا خطبہ دینا جائز ہے، مگر بلا ضرورت ایسا کرنے سے بعض مشائخ نے منع فرمایا ہے، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا اولیٰ ہے، بہتر اور مناسب یہی ہے کہ خطبہ اور نماز ایک ہی شخص پڑھائے۔ (درمختار)

ایک شخص نے دو جگہ نمازِ عید پڑھائی تو کون سی ہوئی؟

ایک شخص عید کی نماز دو دفعہ نہیں پڑھا سکتا، اگر کسی نے ایسا کیا تو دوسری مرتبہ جو نمازِ عید پڑھائی، وہ نہیں ہوگی، کیونکہ امام کی یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض یا واجب پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی اور نمازِ عید واجب ہے، اس لئے دوسری مرتبہ پڑھنے والوں کی نمازِ عید نہیں ہوگی۔ (فتاوی دار العلوم مدلل بتصرف)

نمازِ عید کے بعد اسی عیدگاہ میں جمعہ پڑھنے کا حکم

نمازِ عید کے بعد اسی عیدگاہ میں زوال کے بعد نمازِ جمعہ ادا کرنا درست ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ حسبِ معمول نمازِ جمعہ کو جامع مسجد میں ادا کیا جائے، عیدگاہ جا کر عید کی نماز ادا کرنا اور اس کا مستحب ہونا عیدین کے ساتھ خاص ہے۔ (عزیز الفتاوی بتصرف)

جنازہ کو نمازِ عید سے مؤخر کرنا چاہئے

اگر عیدگاہ میں کوئی جنازہ بھی آجائے تو راجح قول یہ ہے کہ نمازِ جنازہ کو نمازِ عید کے بعد اور خطبۂ عید سے پہلے ادا کرنا چاہئے، البتہ جنازہ کی نماز کو عید کے خطبہ سے مؤخر کرنے کی بھی گنجائش ہے اور یہی سہل ہے، ورنہ لوگ نمازِ جنازہ کے بعد خطبہ نہ سنیں گے۔ (امداد الاحکام بتصرف)

نمازِ عید میں یاد آیا کہ نمازِ فجر نہیں پڑھی

عیدگاہ میں پہنچ کر نمازِ عید سے پہلے یا نمازِ عید کے دوران یا نمازِ عید کے بعد یا عید کے خطبہ میں امام یا کسی نمازی کو یاد آیا کہ اس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی، تو یہ امام یا نمازی اپنے دیگر فرائض و واجبات کے لحاظ سے خواہ صاحبِ ترتیب ہو یا نہ ہو، ہر حال میں نمازِ عید درست ہے، کیونکہ فرض نمازوں اور نمازِ عید میں ترتیب واجب نہیں ہے۔ (درمختار بتصرف)

وقت کے بعد نمازِ عید کی قضا نہیں

دو دن کے بعد معلوم ہوا کہ نمازِ عید جو پڑھی گئی تھی وہ کسی وجہ سے نہیں ہوئی، باطل ہو گئی تو اب اس کو نہ دُہرائیں، کیونکہ نمازِ عید کی قضا صرف اگلے دن کے زوال تک ہے، اسکے بعد نہیں ہے۔ (امداد الفتاویٰ بتصرف)

منکراتِ عید

شبِ عید

شبِ عید بڑی برکت والی رات ہے، اس رات میں روزہ داروں کو ان کی محنت کا صلہ ملتا ہے، احادیث میں اس کے بڑے فضائل آئے ہیں، لیکن بہت سے لوگ اس کو بھی فضول اور لایعنی مصروفیات میں برباد کر دیتے ہیں، جو بہرحال خسارہ کی بات ہے، ایسے منکرات و مفاسد کی

کچھ تفصیل شروع میں گزر چکی ہے، یہاں خلاصہ کے طور پر ان کو دوبارہ اور کچھ نئی کوتاہیاں لکھی جارہی ہیں، ان سب ہی سے بچنا چاہیے، مثلاً:

☆ اکثر لوگ اس شب کو عبادت اور فضیلت کی رات ہی نہیں سمجھتے، حالانکہ احادیث میں اس کے بڑے فضائل آئے ہیں، اس شب میں جاگ کر عبادت کرنا بڑے اجر وثواب کا باعث ہے، جن لوگوں کو اس شب میں کاروباری مصروفیت زیادہ ہوتی ہے، وہ بھی عشاء اور فجر کی نماز باجماعت ادا کر کے اور چلتے پھرتے ذکر ودعا کے ذریعہ اس کی فضیلت حاصل کر سکتے ہیں۔

☆ جن لوگوں کو کوئی خاص مصروفیت اس شب میں نہیں ہوتی، وہ اکثر بازاروں میں اور شہر کے پر رونق حصوں میں اسکو ضائع کرتے ہیں، حالانکہ اسی شب میں حق تعالیٰ رمضان کے روزوں کا صلہ روزہ داروں کو عطا کرتے ہیں، اور کروڑوں انسانوں کو دوزخ سے آزاد فرماتے ہیں، افسوس! اجر وصلہ لینے والے غافل ہوجاتے ہیں، اس غفلت میں اچھے خاصے، حاجی، نمازی، معتکف اور دیندار بھی مبتلا ہوجاتے ہیں، بہرحال! یہ غفلت اچھی نہیں۔

نمازِ عید

☆ اکثر لوگ اس نماز کا طریقہ ہی نہیں جانتے، عمر گزرجاتی ہے،

لیکن ہر بار اٹکل ہی سے یا دوسروں کے دیکھا دیکھی نمازِ عید ادا کرتے ہیں، اور غضب تو یہ ہے کہ کبھی اتنی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ عید سے چندروز پہلے ہی یاد کرلیں جبکہ کتابچے بھی موجود ہوتے ہیں، اس سے بڑھ کر اور کیا غفلت ہوگی!!

☆ اکثر جگہ یہ نماز بہت دیر میں پڑھتے ہیں، حالانکہ صریح سنت اس کے خلاف آئی ہے۔

☆ بعض جگہ بالخصوص قدیم دیہات اور قصبات میں امام اور خطیب وہ ہوتے ہیں جنہیں یہ منصب وراثت میں ملتا ہے اور حال یہ ہوتا ہے کہ وہ بالکل جاہل ہوتے ہیں، خطبہ اور سورت تک صحیح نہیں پڑھ سکتے، اور مسائل سے ناواقف ہونے کی بناء پر بعض مرتبہ نماز بھی فاسد کردیتے ہیں، ایسوں کی امامت کو فقہاءؒ نے مکروہ لکھا ہے، لہٰذا اس رسم کو مٹائیں اور لیاقت اور اہلیت کی بنیاد پر امام اور خطیب کا تقرر کریں۔

☆ بعض جگہ بغیر کسی مجبوری کے عیدگاہ چھوڑ کر محلّہ کی مسجد میں نمازِ عید پڑھی جاتی ہے جو صراحۃً سنّت کے خلاف ہے، البتہ معذور لوگوں کیلئے یا شہر کے بیحد وسیع ہونے کی وجہ سے شہر کی بڑی مساجد میں، نمازِ عید ادا کرلی جائے تو دوسری بات ہے۔

☆ اکثر لوگ عید میں خود خلافِ شرع لباس پہن کر یا بچوں کو پہنا

کر لاتے ہیں، حالانکہ اوّل تو خود ایسا لباس پہننا ناجائز ہے، پھر ایسے لباس میں نماز قبول نہ ہونا بھی احادیث میں آیا ہے، اسلئے بجائے خدا کے باغیوں کا لباس پہننے کے، خدا کے اطاعت شعار بندوں کا لباس پہننا چاہیئے، تاکہ اللہ کی رحمت کے مستحق بنیں۔

☆ اکثر یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ نمازِ عید کی صفیں بہت ٹیڑھی ترچھی اور بے ترتیب ہوتی ہیں، حالانکہ صفوں کو برابر کرنے کی سخت تاکید آئی ہے۔

☆ ایک کوتاہی یہ ہے کہ عید کا خطبہ سننے کو بالکل بیکار اور فضول کام سمجھتے ہیں، سلام پھرتے ہی دوڑ پڑتے ہیں، حالانکہ خطبۂ عید سننا واجب ہے اور بعض لوگ جنہیں آواز نہیں پہنچتی یا ہلکی پہنچتی ہے وہ باتیں شروع کر دیتے ہیں، یہ اور بھی زیادہ گناہ ہے۔

☆ بعض جگہ خطبہ کے بعد دعا ہوتی ہے، حالانکہ اس وقت دعا کا کوئی ثبوت نہیں، لہٰذا چھوڑ دینا چاہیئے، البتہ نمازِ عید کے متصل دعا مانگ سکتے ہیں۔

☆ اکثر لوگ نمازِ عید کے بعد گلے ملتے ہیں اور اس کو عید کے لوازمات میں سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ بدعت ہے اور اس کو ترک کرنا ضروری ہے (۱)۔

☆ بعض لوگ عید کے دن سویّاں پکانے کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ بھی غلط بات ہے (۲)۔

(۱،۲) ان کوتاہیوں کا مدلل حکم علیحدہ سے بنام "منکراتِ عید دلائلِ شرعیہ کی روشنی میں" شائع ہو چکا ہے جو صدیقی ٹرسٹ نسیم پلازا، لسبیلہ چوک، نشتر روڈ کراچی ۵/ سے منگوایا جا سکتا ہے۔

☆ اکثر لوگ اپنے احباب اور عزیز واقارب کے پاس ''عید کارڈ'' بھیجنے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں، یہ خالص غیر اسلامی طریقہ ہے، جس کا کچھ ثبوت نہیں، بلکہ اس کو مسلمانوں نے انگریزوں کی تقلید میں اختیار کرلیا ہے، اور بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے، اس لئے اس غیر اسلامی طرز کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔

☆ اکثر عید کارڈ جانداروں کی تصاویر پر مبنی ہوتے ہیں، ان کو بھیجنا جائز نہیں۔

تکبیراتِ عید کے مسائل

عیدین کی زائد تکبیروں میں ہاتھ نہ چھوڑنے کا حکم

اگر کوئی شخص نمازِ عید کی زائد تکبیروں میں ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ ہر مرتبہ تکبیر کے بعد دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھتا رہے تو ایسا کرنے سے اس کی نماز تو فاسد نہیں ہوگی، لیکن ایسا کرنا خلافِ سنّت ہے، آئندہ خاص اہتمام کے ساتھ تکبیروں کے بعد ہاتھوں کو لٹکائے، پہلی رکعت میں تیسری زائد تکبیر کے بعد ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھے، اور دوسری رکعت میں بالکل ہاتھ نہ باندھے، بلکہ رکوع کی تکبیر کہتا ہوا بغیر ہاتھ باندھے رکوع میں چلا جائے۔ (درمختار و شامی)

امام کے تکبیرات سے فارغ ہونے پر نماز میں شامل ہونے والا کیا کرے؟

اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت شامل ہوا کہ امام تکبیروں سے فارغ ہو چکا ہے تو اگر یہ شخص قیام میں آکر شریک ہوا ہے تو نیت باندھنے کے فوراً بعد زائد تکبیریں کہہ لے، اگر چہ امام قراءت کر چکا ہو۔ اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں سے فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے، اس کے بعد رکوع میں جائے اور اگر رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور رکوع کی حالت میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے، مگر حالتِ رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے اور اگر اُس کی تکبیریں کہنے سے پہلے امام رکوع سے اپنا سر اُٹھا لے تو یہ شخص بھی کھڑا ہو جائے اور جتنی تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔ (درمختار و شامی)

عید کی ایک رکعت نکل جانے کا حکم

اگر کسی شخص کی نمازِ عید کی ایک رکعت چلی جائے تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنی رہی ہوئی رکعت پوری کرنے لگے تو پہلے وہ قراءت کر لے، اس کے بعد زائد تکبیریں کہے، اگر چہ عام قاعدہ کے

مطابق اس کو قراءت سے پہلے تکبیریں کہنی چاہئے تھیں، لیکن چونکہ اس طریقہ سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہو جاتی ہیں جو کسی صحابیؓ کا مذہب نہیں ہے، اس لئے اسکے خلاف حکم دیا گیا۔ (درمختار)

البتہ اگر بھول کر یا لاعلمی میں زائد تکبیریں قراءت سے پہلے کہہ لیں تو بھی نماز ہو جائے گی مگر مکروہِ تنزیہی ہو گی۔ (شامی)

عید کی دونوں رکعتیں نکل جانے کا حکم

اگر کسی شخص کی نمازِ عید کی دونوں رکعتیں نکل جائیں اور وہ نمازِ عید کی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد شامل ہوا تو وہ (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) کھڑے ہو کر اپنی دو رکعتیں پوری کرے اور پہلی رکعت میں الحمد شریف سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے زائد تکبیریں کہے اور باقی نماز معمول کے مطابق پوری کرے۔ (خانیہ)

امام تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں یاد آئے

اگر امام نمازِ عید میں زائد تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں جا کر اس کو یاد آئے تو امام کو چاہئے کہ وہ رکوع کی حالت ہی میں تکبیریں کہہ لے، قیام کی طرف واپس نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے، یعنی واپس لوٹنے سے نماز فاسد نہ ہو گی، اور ہر حال میں مجمع کی کثرت اور زیادتی کے پیشِ نظر سجدۂ سہو نہ کرے، البتہ مجمع بہت

معمولی ہوتو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔ (درمختار)

نمازِ عید میں رکوع رہ جانے کا حکم

عید الفطر کی دوسری رکعت میں امام زائد تکبیریں بھول کر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی کھڑے رہے، پھر امام سجدہ میں چلا گیا اور مقتدی بھی سجدے میں چلے گئے اور اکثر مقتدیوں نے رکوع نہیں کیا اور امام نے سجدۂ سہو کرکے نماز ختم کی تو ایسی صورت میں امام کی اور ان مقتدیوں کی جنہوں نے رکوع کرلیا تھا، نماز ہوگئی، اور جن لوگوں نے رکوع نہیں کیا، ان کی نماز نہیں ہوئی، وہ دو رکعت بعد میں پڑھ لیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم مدلل بتصرف)

تکبیراتِ عید کم وبیش ہونے کا حکم

نمازِ عید میں اگر بھول سے تکبیراتِ عید بالکل چھوٹ جائیں یا کم ہوجائیں یا زیادہ ہوجائیں یا اِن کے کہنے کی جو جگہ مقرر ہے، بجائے وہاں کہنے کے کسی اور جگہ کہہ دے تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے، پھر اگر نمازِ عید کا مجمع چھوٹا ہوتو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، اور اگر مجمع بہت بڑا ہو اور سجدۂ سہو کرنے میں لوگوں کی نماز فاسد ہونے کا اندیشہ ہو یا فتنہ کا اندیشہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کرے، بغیر سجدۂ سہو کئے نماز درست ہے۔ (عالمگیری)

نمازِ عید میں واجب تکبیر چھوٹنے کا حکم

نمازِ عید میں تکبیراتِ عید کے علاوہ تکبیرِ تحریمہ پہلی رکعت میں اور رکوع کی تکبیر دوسری رکعت میں واجب ہے ،اور تکبیراتِ عید بھی واجب ہیں، تو اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی تکبیر بھول کر چھوڑ دے تو ترکِ واجب ہوگا اور ترکِ واجب سے فی نفسہٖ سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، مگر چونکہ نمازِ عید میں جب اجتماع بہت بڑا ہو تو سجدۂ سہو نہیں ہے، اس لئے بغیر سجدۂ سہو کے نماز ہو جائے گی۔ (عزیز الفتاوٰی بتصرف)

عید کی دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر واجب ہے

اگر نمازِ عید میں دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر کہنا بھول سے رہ جائے تو چونکہ یہ تکبیر بھی واجب ہے، لہٰذا سجدۂ سہو واجب ہے، پھر اگر مجمع چھوٹا ہو تو سجدۂ سہو کر لے اور اگر مجمع بہت بڑا ہو اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو سجدۂ سہو نہ کرے، یونہی نماز پوری کر لے، نماز ہو جائے گی۔ (عالمگیری)

امام نے تکبیریں بھول کر قراءت شروع کر دی

اگر امام نمازِ عید کی پہلی رکعت میں زائد تکبیریں کہنا بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو اگر الحمد شریف اور سورت ملانے کے بعد اس کو یاد آئے کہ تکبیریں رہ گئی ہیں تو اب انہیں رہنے دے، نہ کہے، مجمع چھوٹا ہو تو سجدۂ سہو کر لے، ورنہ بغیر سجدۂ سہو کے نماز پوری کر لے، اور اگر ابھی

صرف الحمد شریف پڑھی تھی، سورت نہیں ملائی تھی، اور تکبیریں کہنا یاد آ گیا تو اب تکبیریں کہہ لے اور الحمد شریف دوبارہ پڑھے اور پھر سورت ملا کر باقی نماز پوری کرے، پھر اگر مجمع چھوٹا ہو تو سجدۂ سہو کرے ورنہ بغیر سجدۂ سہو کے سلام پھیر دے، نماز درست ہے۔ (درمختار و عالمگیری بتصرف)

خطبۂ عید کے مسائل

خطبۂ عید سنتِ مؤکدہ ہے

عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا سنّتِ مؤکدہ ہے۔ (امداد الاحکام)

خطبہ کے وقت حاضرین کو بیٹھنے کی تاکید

جب تک امام خطبہ پڑھے، اس وقت تک سب نمازیوں کو بیٹھے رہنا بھی سنّت ہے، امام کے خطبہ سے فارغ ہونے سے پہلے نمازیوں کا چلے جانا مکروہ ہے، جس سے گناہ ہوتا ہے۔ (امداد الاحکام)

دورانِ خطبہ باتیں کرنا

جو لوگ خطبہ کے وقت عیدگاہ میں موجود ہوں، ان کو خطبہ کے دوران بات چیت کرنا جائز نہیں، اور خطبہ چھوڑ کر چلے جانا تو مکروہ ہی ہے، اور خطبہ ہوتے ہوئے عیدگاہ میں رہ کر بات چیت کرنا حرام ہے۔

(شامی و درمختار)

لہٰذا یہ جو دستور ہے کہ لوگ نمازِ عید کے ختم ہوتے ہی عیدگاہ میں بات چیت اور معانقہ وغیرہ کرنے لگتے ہیں، حالانکہ اس وقت امام خطبہ پڑھنے میں مشغول ہوتا ہے، یہ فعل ناجائز ہے۔ (امداد الاحکام)

خطبۂ عید کی ایک اہم سنّت

عید کے خطبہ میں امام کو پہلے خطبہ میں کھڑے ہوتے ہی اوّل نو (۹) دفعہ تکبیر اللّٰہ أکبر، اللّٰہ أکبر کہہ کر خطبہ شروع کرنا چاہئے، اور دوسرے خطبہ میں اوّل سات تکبیریں کہہ کر خطبہ شروع کرنا چاہئے، یہ سنّت ہے، اکثر لوگ اس سنّت پر عمل نہیں کرتے، اس سنّت کو زندہ کرنا چاہئے۔ (امداد الاحکام)

خطبہ سے پہلے حاضرین کو سلام کرنا مکروہ ہے

بعض خطیب منبر پر چڑھ کر خطبہ سے پہلے حاضرین کو سلام کیا کرتے ہیں، یہ مکروہ ہے، اس وقت سلام نہ کرنا ہی مسنون ہے۔

(عزیز الفتاوٰی بتصرف)

بیٹھ کر خطبہ دینا

خطبہ عید کا ہو یا جمعہ کا، کھڑے ہو کر خطبہ دینا سنّتِ مؤکدہ ہے، بلا عذر بیٹھ کر خطبہ دینا مکروہ ہے، البتہ کوئی عذر ہو جس کی وجہ سے کھڑا

ہونا مشکل ہو تو بیٹھ کر خطبہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ (امداد الفتاوی بتصرف)

زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا

منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا سنّت ہے، اس لئے منبر پر کھڑے ہو کر خطیب کو خطبہ دینا چاہیئے، بلا کسی عذر کے محض زمین پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا خلافِ سنّت ہے، لیکن اگر کسی نے بلا عذر ایسا کرلیا تو فی نفسہٖ خطبہ ادا ہو جائے گا، گو خلافِ سنّت ہوگا، البتہ کوئی عذر ہو، مثلاً منبر نہ ہو اور نہ کوئی دوسری ایسی بلند جگہ ہو جہاں کھڑے ہو کر خطبہ دیا جا سکتا ہو تو بغیر منبر کے بھی خطبہ اداء ہو جائے گا۔ (عالمگیری بتصرف)

نمازِ عید سے پہلے خطبہ دینا

نمازِ عید کے بعد خطبہ پڑھنا سنّت ہے، اگر کوئی نمازِ عید سے پہلے ہی عید کا خطبہ پڑھ دے تو ایسا کرنا سنّت کے بالکل خلاف ہے، اور بہت برا ہے، لیکن خطبہ صحیح ہو جائے گا، اب نمازِ عید لوٹانے کی ضرورت نہیں، البتہ آئندہ ایسا نہ کرے۔ (درمختار)

عید کا خطبہ چھوڑ دینا

نمازِ عید میں خطبہ سنّت ہے، واجب نہیں ہے، اگر کسی نے عید کا خطبہ نہیں پڑھا، اور بالکل ہی چھوڑ دیا تو اس نے بہت برا کیا، لیکن عید کی

نماز صحیح ہوگئی، اُسے لوٹانے کی ضرورت نہیں، مگر آئندہ ہرگز خطبہ ترک نہ کیا جائے۔ (شامی بتصرف)

خطبۂ اُولیٰ عیدُ الفطر

منبر پر کھڑے ہو کر پہلے تکبیر اللّٰہ اَکْبَر نو بار کہے، پھر خطبہ پڑھے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَ مَنْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِسِرَاجِ الْھِدَایَۃِ وَالْفُرْقَانِ وَ شَرَحَ صُدُوْرَ الصَّائِمِیْنَ بِنُوْرِ الْمَغْفِرَۃِ وَالْاِیْمَانِ وَاَکْرَمَ عِبَادَہُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ، سُبْحَانَ مَنْ فَتَحَ لَھُمْ اَبْوَابَ الرَّحْمَۃِ وَالرِضْوَانِ وَ وَعَدَھُمْ بِدُخُوْلِ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْجِنَانِ کَمَا اَخْبَرَنَا سَیِّدُنَا نَبِیُّ آخِرِالزَّمَانِ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَاباً یُقَالُ لَہُ الرَّیَّانُ لَا یَدْخُلُہٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ شَھْرَ رَمَضَانَ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ

اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ، سُبْحَانَ مَنْ اَنْزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ
عَلٰی نَبِیِّنَا فِیْ اَشْرَفِ لَیْلَةٍ مِنْ لَّیَالِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ جَعَلَ
قِیَامَهَا خَیْرًا مِنْ قِیَامِ اَلْفِ شَهْرٍ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ
اَرْسَلَ فِیْهَا الْمَلٰٓئِکَةَ لِتَبْلِیْغِ سَلَامِهٖ عَلٰی کَآفَّةِ اَهْلِ الْحَقِّ
وَالْاِیْقَانِ وَ غَفَرَ لَهُمْ جَمِیْعَ الْکَبَائِرِ وَالْعِصْیَانِ، اَللّٰہُ
اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ
الْحَمْدُ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ الْوَرٰی بَدْرِالدُّجٰی
نُوْرِ الْهُدٰی رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ الْقِبْلَتَیْنِ
شَفِیْعِ الْاُمَمِ فِیْ الدَّارَیْنِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ رَسُوْلِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ!
فَاعْلَمُوْا اَنَّ یَوْمَکُمْ هٰذَا یَوْمٌ عَظِیْمٌ جَعَلَهُ اللّٰہُ عِیْدًا
لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَ ضِیَافَةً وَّ غُفْرَاناً لِّلصَّائِمِیْنَ اَدُّوْا فِیْهِ
صَدَقَتَکُمْ عَنْ کُلِّ صَغِیْرٍ وَّ کَبِیْرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ اَوْ
صَاعاً مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِیْرٍ، صَدَقَةُ الْفِطْرِ وَاجِبَةٌ عَلٰی کُلِّ
حُرٍّ مُسْلِمٍ لَهُ نِصَابٌ فَاضِلٌ عَنْ حَوَائِجِهِ الْاَصْلِیَّةِ، اَللّٰہُ
اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ أَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ

اَلْحَمْدُ، بَارَکَ اللّٰهُ لَنا وَلَکُمْ فِی الْقُرآنِ الْعَظِیْمِ وَ نفعنا وَ اِیَّاکُمْ بِالذِّکرِ الْحَکِیْمِ، اِنَّهُ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ

خُطبۂ ثانیہ عیدُ الفطر

منبر پر پہلے سات بار تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے پھر دوسرا خطبہ پڑھے:

اَللّٰهُ أَکْبَرُ اللّٰهُ أَکْبَرُ ....الخ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَسْتَهْدِیْهِ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ نَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ ،أَرْسَلَهٗ اِلٰی کَآفَّةِ النَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا، صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا. اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ عَلَیْهِ وَ عَلٰی أَفْضَلِ صَحَابَتِهٖ وَ خَیْرِ رَفِیْقٍ، اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَیِّدِنَا اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

وَ عَلٰی حَامِلِ لِوَآءِ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ زِیْنَۃِ الْمِنبَرِ
وَالْمِحْرَابِ اَمِیرِ الْمُؤمِنِیْنَ سَیِّدِنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی کَامِلِ الْحَیَآءِ وَ الْاِیْمَانِ ،
نَاصِرِ السُّنَّۃِ وَ جَامِعِ الْقُرْآنِ ، اَمِیرِ الْمُؤمِنِیْنَ سَیِّدِنَا
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، وَ عَلٰی أَسَدِ اللّٰہِ
الْغَالِبِ اَمِیرِ الْمُؤمِنِیْنَ سَیِّدِنَاعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، وَ عَلَی السِّتَّۃِ الْبَاقِیَۃِ مِنَ الْعَشَرَۃِ
الْمُبَشَّرَۃِ، وَ عَلٰی عَمَّیْ نَبِیِّکَ خَیرِ النَّاسِ سَیِّدَیْنَا اَبِیْ
عُمَارَۃَ الْحَمزَۃِ وَ اَبِیْ الْفَضْلِ الْعَبَاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْھُمَا وَ عَلَی السَّبطَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ السَّیِّدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ
سَیِّدَیْنَا اَبِیْ مُحَمَّدِنِ الْحَسَنِ وَ أَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ الْحُسَیْنِ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَ عَلٰی اُمِّھِمَا فَاطِمَۃَ وَ جَدَّتِھِمَا
خَدِیْجَۃَ وَ عَلٰی سَائِرِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ بَنَاتِھِنَّ، رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ، وَ عَلٰی کَاتِبَیِ الْوَحیِ، حَامِلَیِ الْقُرْآنِ
سَیِّدِنَا عَمرِو بْنِ الْعَاصِ وَ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا، وَ عَلٰی بَقِیَّۃِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

اَجْمَعِيْنَ. اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْإِسْلَامَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ انْصُرْ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَ حَمَلَةَ الْإِيْمَانِ وَ بَارِكْ اَللّٰهُمَّ فِيْ بِلَادِنَا بِلَادِ بَاكِسْتَانَ، وَ نَفِّذْ فِيْهَا شَرِيْعَةَ الْقُرْآنِ وَ اخْذُلْ فِيْهَا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ وَ الْفُسُوْقِ وَالْعِصْيَانِ وَ اَيِّدْ عَسَاكِرَ الْمُسْلِمِيْنَ ضِدَّ أَصْحَابِ الْكُفْرِ وَ الْبَغْيِ وَ الطُّغْيَانِ، اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلٰى أَرْضِنَا بَرَكَتَهَا وَ زِيْنَتَهَا وَ سَكَنَهَا وَ ادْفَعْ عَنَّا سَائِرَ الْفِتَنِ وَ الْبَلِيَّاتِ وَالْآفَاتِ، اِنَّكَ رَحِيْمٌ مُجِيْبُ الدُّعَاءِ. عِبَادَ اللّٰهِ! رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، اُذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَ اَوْلٰى وَ اَعَزُّ وَاَجَلُّ وَ اَتَمُّ وَ اَهَمُّ وَ اَكْبَرُ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ.

آخر میں مسلسل چودہ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر منبر سے اُتر جائے۔

باب دوم

صدقۃ الفطر کے فضائل اور احکام

صدقۂ فطر کے فوائد

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بڑی محبوب اور پسندیدہ عبادت ہے، اس میں کوتاہیوں، خطاؤں اور لغزشوں کے کفّارہ کیلئے صدقۂ فطر واجب ہے، تا کہ روزے اور تراویح تمام کوتاہیوں سے پاک وصاف ہو کر اللہ پاک کے دربار میں پیش ہوں۔

صدقہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ بھی ہے، جیسا کہ حدیث میں آگے آرہا ہے کہ رمضان کے روزے آسمان وزمین کے درمیان لٹکے رہتے ہیں، جب تک کہ صدقۂ فطر ادا نہ کیا جائے۔

اسی طرح فطرہ ادا کرنے سے معاشرہ پر یہ نیک اثر بھی پڑتا ہے کہ اس کی وجہ سے غرباء، فقراء اور مساکین بھی کم از کم عید کے دن اپنی روزی کمانے سے بے فکر ہو کر وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکتے ہیں، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

صدقۂ فطر کے فضائل

نمازِ عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا بہتر ہے

عن ابن عباسؓ قال، فرض رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلّم صدقة الفطر طهرةً للصائم من اللغو و الرفث طعمةً للمساكين فمن أداها قبل الصلٰوة فهي زكوٰة مقبولة و من أداها بعد الصلوٰة فهي صدقة من الصدقات. (رواه أبوداؤد و ابن ماجة و الحاكم، و قال: صحيح علىٰ شرط البخارى) بحوالة الترغيب و الترهيب، ج ۲ ص ۹۹)

ترجمہ

ابنِ عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے روزہ دار کو بیہودہ اور فحش باتوں سے پاک کرنے کیلئے اور فقراء و مساکین کو کھلانے کے واسطے صدقۂ فطر لازم کیا ہے، لہٰذا جو شخص اس کو نمازِ عید سے پہلے ادا کردے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول اور پسندیدہ صدقہ ہے، اور جو نمازِ عید کے بعد ادا کرے گا تو وہ دوسرے صدقوں میں سے ایک صدقہ ہے یعنی اس کا ثواب دوسرے صدقوں کے برابر ہے۔

صدقۂ فطر سے روزے قبول ہوتے ہیں

عن جرير قال: قال رسول الله صلّى الله عليه وسلّم: شهر رمضان معلّق بين السماء و الأرض لا يرفع إلا بزكاة الفطر. (رواه أبوحضر بن شاهين في

فضائل رمضان و قال: حديث غريب جيّد الإسناد بحواله بالا ج۲ ص ۱۰۰)

ترجمہ

جریر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان کے روزے آسمان وزمین کے درمیان معلّق رہتے ہیں، یعنی آسمان کی طرف نہیں اُٹھائے جاتے، مگر صدقۂ فطر کے بعد۔

صدقۂ فطر پاکی کا ذریعہ

عن كثير بن عبدالله المزني عن أبيه عن جدّه قال: سئل رسول الله صلّى الله عليه وسلّم عن هٰذه الآية "قد أفلح من تزكّٰى و ذكر اسم ربّه فصلّٰى" قال: أنزلت في زكوٰة الفطر. (رواه ابن خزيمة في صحيحه، حواله بالا)

ترجمہ

کثیر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آیتِ کریمہ "قد أفلح من تزكّٰى و ذكر اسم ربّه فصلّٰى" کے شانِ نزول کے متعلق سوال کیا گیا، جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: یہ آیت صدقۂ فطر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

صدقۂ فطر کی مقدار

عن ابن عمرؓ قال : فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم زکوٰۃ الفطر صاعاً من تمر أو صاعاً من شعیر علی العبد و الحر و الذکر و الأنثیٰ و الصغیر و الکبیر من المسلمین و أن تؤدی قبل خروج الناس إلی المصلّی . و فی روایةٍ و کان ابن عمرؓ یؤدیها قبل ذلک بیوم أو یومین. (صحاح ستہ بلفظ البخاری بحوالہ جمع الفوائد، ج ۱ ص ۱۴۵)

ترجمہ

ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر ایک صاع مقرر فرمایا ہے کھجور سے یا ایک صاع جو سے (صاع ہمارے یہاں کے وزن کے حساب سے ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے) ہر مسلمان مرد و عورت، چھوٹے بڑے آزاد اور غلام پر۔ اور حکم فرمایا ہے کہ وہ نمازِ عید کے پیشتر ادا کیا جائے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما صدقۂ فطر عید کے ایک دن یا دو دن پہلے ادا فرماتے تھے۔

صدقۂ فطر نابالغوں کی طرف سے

عن عبداللّٰہ بن ثعلبة أو ثعلبة بن عبد اللّٰه بن أبى صغير عن أبيه قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: صاع من برّ أو قمح عن كل اثنين صغير أو كبير، حر أو عبد، ذكر أو أنثٰى أما غنيكم فيزكيه اللّٰه و أما فقيركم فيرد عليه أكثر مما أعطاه. (رواه ابوداؤد ، بحوالۂ مشکوٰۃ شریف، ج ا ص ۱۶۰)

ترجمہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (صدقۂ فطر) ایک صاع گیہوں کا دو شخصوں کی طرف سے چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت (سب کی طرف سے نصف صاع ہے، یعنی پونے دو سیر گندم ہے) تم میں سے جو غنی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو پاک کر دیتا ہے اور تم میں سے جو فقیر ہے (اور پھر بھی صدقۂ فطر ادا کرے) تو اس نے جو کچھ دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ اس کو عطا فرما دیتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں، اس

پر صدقۂ فطر بھی واجب نہیں، ایسا سمجھنا غلط ہے، کیونکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں، جن پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی، مگر صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، جیسا کہ عنقریب آنے والے چند مسائل سے معلوم ہوگا۔

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہو یا زکوٰۃ تو فرض نہ ہو، لیکن اس کی ملکیت میں ضروری سامان سے زائد اتنا سامان ہو کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے، چاہے وہ سامان تجارت کا ہو یا تجارت کا نہ ہو (مثلاً گھریلو سامان ضرورت سے زائد ہو) اور چاہے اس پر پورا سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو۔ (مراقی الفلاح)

کسی شخص کے پاس زیور اور روپے نہیں، نہ سامانِ تجارت ہے، مگر کچھ سامان ضرورت سے زائد ہے جس کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو ایسے شخص پر زکوٰۃ تو واجب نہیں مگر صدقۂ فطر واجب ہے۔ (مراقی الفلاح)

صدقۂ فطر کس پر واجب نہیں؟

کسی شخص کے پاس اپنی رہائش کا بڑا قیمتی مکان ہے اور پہننے کے بڑے قیمتی کپڑے ہیں، مگر ان میں سچا گوٹا ٹھپہ نہیں، نیز گھریلو سامان

ہے جو استعمال میں آتا رہتا ہے، مگر زیور اور روپے نہیں، یا کچھ سامان ضرورت سے زیادہ بھی ہے، اور کچھ سچا گوٹا ٹھپہ زیور اور روپے بھی ہیں، مگر ان کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہے تو ایسے شخص پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ (مراقی الفلاح)

جس کی ملکیت میں دو مکان ہوں

کسی شخص کی ملکیت میں دو مکان ہیں، ایک میں خود رہتا ہے اور ایک خالی پڑا ہے، یا کرایہ پر دیا ہوا ہے، تو شرعاً یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے، اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو اس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے، البتہ اگر اس مکان کے کرایہ پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری سامان میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خان)

مقروض پر صدقۂ فطر کا حکم

کسی شخص کے پاس ضروری سامان سے زائد مال اور سامان ہے، مگر وہ قرضدار بھی ہے، تو قرضہ منہا کر کے دیکھیں کیا بچتا ہے؟ اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا زائد بچتا ہو تو صدقۂ فطر واجب ہے، اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ (درمختار)

صدقۂ فطر واجب ہونے کا وقت

عید الفطر کے دن صبحِ صادق کے وقت صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا اگر فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی کسی کا انتقال ہو جائے تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں، اس کے مال میں سے نہ دیا جائے، اور جو بچہ عید کے دن فجر کے وقت سے پہلے پیدا ہوا، اس کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے، اور جو بچہ فجر کا وقت شروع ہونے کے بعد پیدا ہوا، اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں۔ (عالمگیری)

صدقۂ فطر کس کی طرف سے واجب ہے اور کس کی طرف سے واجب نہیں؟

مرد پر صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور اپنی چھوٹی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے، بالغ اولاد اور بیوی کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں، اگر بیوی یا بالغ اولاد کے پاس اتنا مال ہو کہ جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے تو وہ اپنا اپنا صدقۂ فطر خود ادا کریں، البتہ اگر مرد اپنی بیوی اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی ان کو بتا کر ادا کر دے تو یہ بھی درست ہے، ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا۔ (ہدایہ)

نابالغ بچہ مالدار ہو تو اسکے مال سے صدقۂ فطر دے سکتا ہے

اگر کسی چھوٹے (نابالغ) بچہ کی ملکیت میں اتنا مال ہو جتنے کے

ہونے سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، مثلاً اس کے کسی رشتہ دار کا انتقال ہوا ہو، اس کی میراث میں اس بچہ کو حصہ ملا یا کسی اور طرح سے بچہ کو مال مل گیا تو باپ اس بچہ کا صدقۂ فطر اس کے مال میں سے ادا کرے، اپنے مال میں سے دینا ضروری نہیں۔ (قاضی خان)

صدقۂ فطر کا واجب ہونا روزوں سے متعلق نہیں

صدقۂ فطر کے واجب ہونے، نہ ہونے کا روزے رکھنے نہ رکھنے سے کچھ تعلق نہیں ہے، جس شخص نے کسی وجہ سے روزے نہیں رکھے، اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے، اور جس شخص نے روزے رکھے، اس پر بھی واجب ہے، دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ (عالمگیری)

صدقۂ فطر ادا کرنے کا بہتر وقت

بہتر یہ ہے کہ عیدالفطر کی نماز پڑھنے کیلئے جانے سے پہلے ہی یہ صدقہ ادا کر دیا جائے، اگر پہلے ادا نہ کیا تو بعد میں ادا کر دیں۔ (عالمگیری)

صدقۂ فطر رمضان میں ادا کرنا

کسی شخص نے عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں صدقۂ فطر دیدیا تب بھی ادا ہو گیا، اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔ (درّ مختار)

صدقۂ فطر عید کے دن ادا نہ کیا تو کیا حکم ہے؟

اگر کسی شخص نے عید کے دن صدقۂ فطر ادا نہ کیا تو معاف نہیں ہوا،

اب کسی اور دن دیدینا چاہئے۔ (ہدایہ)

صدقۂ فطر کی مقدار گندم سے

صدقۂ فطر میں اگر گندم دیں یا خالص گندم کا آٹا دیں تو ایک شخص کی طرف سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک دیں، بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر یا دو کلو یا کچھ زیادہ دیدینا چاہئے، کیونکہ زیادہ دینے میں کچھ حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے، اور اگر جو یا خالص جو کا آٹا دینا ہو تو گیہوں وغیرہ کی مقدارِ مذکور کا دوگنا دینا واجب ہے۔ (ہدایہ) یعنی احتیاطاً چار سیر یا چار کلو دینا چاہئے۔

صدقۂ فطر میں جو اور گندم کے علاوہ دینا

اگر صدقۂ فطر میں گندم اور جو کے علاوہ کوئی اور اناج دینا ہو، مثلاً چنا، جوار یا چاول وغیرہ تو اتنا دیں کہ اس کی قیمت اتنے خالص گندم یا اتنے خالص جو کے برابر ہو جائے جتنا اُوپر بیان ہوا۔ (درمختار)

صدقۂ فطر میں قیمت دینا بہتر ہے

اگر صدقۂ فطر میں گندم اور جو نہیں دیئے، بلکہ اتنے خالص گندم یا اتنے خالص جو کی قیمت دیدی تو یہ بہتر ہے۔ (عالمگیری)

تنبیہ

قیمت چونکہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، لہٰذا ہر سال ادا کرنے کے وقت

بازار سے خالص گندم کی قیمت معلوم کر کے عمل کیا جائے، آج کل راشن کا آٹا چونکہ خالص گندم کا نہیں ہوتا، لہٰذا اس کی قیمت کا اعتبار نہیں۔

نابالغ اولاد کی طرف سے ایک صدقہ کافی نہیں

صدقۂ فطر کی جو مقدار اُوپر بیان کی گئی ہے، یہ ایک شخص کا صدقۂ فطر ہے، جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہو، اگر اس کی نابالغ اولاد بھی ہے تو ہر بچہ کی طرف سے بھی اتنا ہی صدقۂ فطر دینا واجب ہے، ساری اولاد کی طرف سے صرف ایک صدقۂ فطر ادا کرنا کافی نہیں ہے۔ (درمختار)

ایک فطرہ کئی فقیروں کو دینا

ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دیدیں، دونوں طرح جائز ہے۔ (درمختار)

کئی فطرے ایک فقیر کو دینا

اگر کئی آدمیوں کا صدقۂ فطر ایک ہی فقیر کو دیدیا تو یہ بھی درست ہے۔ (درمختار)

صدقۂ فطر کا مصرف

صدقۂ فطر اُنہی لوگوں کو دیا جاسکتا ہے جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں اور زکوٰۃ کا مستحق وہ شخص ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا

اس قدر چاندی کی نقد رقم یا اس قدر رقم کا مالِ تجارت نہیں ہے، یا ضرورت سے زائد اتنے سامان کا مالک بھی نہیں ہے، جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو، یا کچھ سونا، کچھ چاندی، کچھ نقد رقم اور کچھ مالِ تجارت کا مجموعہ مل کر بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہ ہو اور وہ سیّد بھی نہ ہو تو اس کو صدقۂ فطر دے سکتے ہیں۔ (درمختار بتصرف)

چند متفرق مسائل

(۱)... والدین، دادا، دادی یا نانا، نانی جو اپنے بیٹوں، پوتوں، نواسوں کے ساتھ کھاتے اور رہتے ہوں، اُن کا صدقۂ فطر اُن کے پوتے اور نواسے نہیں ادا کریں گے، اس لئے کہ یہ اُن کی عیال میں شامل نہیں، وہ اپنا صدقۂ فطر خود ادا کرنے کے پابند ہیں۔

(۲)... چھوٹے بہن بھائی جو اپنے بڑے بھائی کے ساتھ کھاتے پیتے ہوں اور رہتے ہوں، ان کا صدقہ بھی اس پر واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاضی خان)

(۳)... صدقۂ فطر سے کسی بھی ملازم کی تنخواہ نہیں دی جاسکتی، کسی میّت کی تجہیز و تکفین نہیں کی جاسکتی، کسی مسجد کی تعمیر نہیں کی جاسکتی، مسجد کے مؤذن یا امام کو ملازمت کے معاوضہ میں بھی صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح مدرسہ کے معلّم کا معاوضہ صدقۂ فطر سے دینا بھی جائز

نہیں ہے، نہ ہی صدقۂ فطر سادات کو دیا جا سکتا ہے۔

(۴)...البتہ فقیروں، مسکینوں، قرضداروں، متعلّمین، مسافر، مجاہدین، بیوائیں، یتیم بچے بچیاں جو سیّد نہ ہوں، وہ صدقۂ فطر کے شرعاً مستحق ہیں، رشتہ داروں میں غریب و مفلس بہن بھائی، بھتیجے بھتیجیاں، بھانجے بھانجیاں اور اپنے غریب سسرالی رشتہ داروں کو بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۵)...بہتر یہ ہے کہ صدقۂ فطر اپنے ان مستحق عزیزوں اور پڑوسیوں کو دیا جائے جو بے حد ضرورتمند ہونے کے باوجود دستِ سوال دراز نہیں کرتے، ایسے آدمیوں کو پہلے سے ذہن میں رکھنا چاہیے۔

(۶)...افضل ہے کہ صدقۂ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کر دیا جائے، البتہ اگر غریب رشتہ دار دور رہتے ہوں اور نمازِ عید سے پہلے ان کو دینا ممکن نہ ہو تو نماز کے بعد بھی ادا کیا جا سکتا ہے، زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔

(۷)...غریب رشتہ داروں کے بعد غریب اہلِ وطن، پردیسی لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہیں۔

(۸)...صدقۂ فطر کی ادائیگی کیلئے یہ کوئی ضروری نہیں کہ جس شخص کو دیا جا رہا ہے اسے صدقہ کے نام سے دیا جائے، بلکہ اسے ہدیہ، تحفہ یا عیدی کے نام سے بھی دیا جا سکتا ہے، ہاں! دیتے وقت دل میں صدقۂ فطر کی نیت کر لینی چاہیے۔

(۹)...کوئی شخص بیماری یا سفر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا ہو یا کسی

حاملہ یا مرضعہ (دودھ پلانے والی) نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں، تب بھی اُنہیں اپنا صدقۂ فطر ادا کرنا ہوگا۔

(۱۰)...شیخِ فانی جو طاقت سلب ہوجانے کے سبب روزہ رکھنے سے معذور رہا اور ہر روزہ کے عوض اُس نے فدیہ بھی دیدیا، تب بھی اُسے صدقۂ فطر دینا ہوگا۔ (فتاوٰی عالمگیری ص ۹۸)

(۱۱)...کسی پر صدقۂ فطر واجب ہوا اور وہ عید کی شب میں فوت ہوگیا تو اُس کے مال میں سے بلا اجازتِ ورثہ صدقۂ فطر دینا درست نہیں، ورثہ اجازت دیدیں تو صدقہ ادا کردیا جائے۔

(۱۲)...کسی نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ اس کے مال میں سے صدقۂ فطر یا قسم توڑنے کا کفارہ (جو دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے) یا فلاں نذر جو اس نے مانی تھی، ادا کردی جائے تو فقہ حنفی کی رُو سے اُس کے تہائی مال میں سے ادا کی جاسکتی ہے، اس سے زائد مال میں سے نہیں کی جاسکتی۔

صدقۂ فطر کے متعلق چند کوتاہیاں

☆ بعض لوگوں کو یہی معلوم نہیں کہ صدقۂ فطر بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ہے، اس کو ادا کرنا واجب ہے۔

☆ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صدقۂ فطر بھی ان پر واجب ہے جس نے روزے رکھے ہیں، چنانچہ جن لوگوں نے کسی عذرِ شرعی کی بناء پر

روزے نہیں رکھے، وہ ادا کرنے سے غافل رہتے ہیں، حالانکہ ان پر بھی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے بشرطیکہ وجوب کی شرط پائی جائے، اور اسی بناء پر بعض لوگ اپنی نابالغ اولاد کا صدقۂ فطر بھی ادا نہیں کرتے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ بچوں نے تو روزے ہی نہیں رکھے، حالانکہ یہ بالکل غلط بات ہے، کیونکہ صدقۂ فطر کے واجب ہونے کا تعلق روزہ رکھنے سے نہیں، بلکہ اتنا مال ملکیت میں ہونے سے ہے جتنے مال کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے۔

☆ بعض جگہ خصوصاً دیہات اور گاؤں میں دیہات والے صدقۂ فطر جمع کر کے امام یا مؤذن کو دیتے ہیں، امام ومؤذن بھی اس کو اپنا حق سمجھ کر لینا ضروری سمجھتے ہیں، اور دیہات والے بھی ان کا حق سمجھ کر اُنہی کو دیتے ہیں، اور یہ سب معروف یا مشروط طور پر امامت اور مؤذنی کی اُجرت میں طے ہوتا ہے، اور اجرت میں دینے سے یہ ادا نہیں ہوتا، اس طرح ان گاؤں والوں پر اس کی ادائیگی بدستور واجب رہتی ہے، اور گناہ الگ ہوتا ہے۔

ہدایت

جن لوگوں نے ناواقفیت کی بناء پر اب تک اپنا یا بچوں کا صدقۂ فطر باوجود واجب ہونے کے ادا نہیں کیا یا ادا تو کیا لیکن وہ شرعاً ادا نہیں ہوا جیسا کہ ابھی گزرا تو اندازہ کر کے اور حساب لگا کر اس مقدار کے مطابق

گندم یا اسکی قیمت اب مساکین کو ادا کر دیں تاکہ ذمہ فارغ ہو جائے۔

☆ بعض لوگ امیر اور غریب، مستحق اور غیر مستحق کی تحقیق کے بغیر ہی یہ صدقہ ادا کر دیتے ہیں، یہ سخت غفلت کی بات ہے، اس میں بعض مرتبہ صدقۂ فطر ادا نہیں ہوتا، اس لئے تحقیق کر کے اصل مستحق کو دینا چاہیے۔

شوال کے چھ (۶) روزے

حدیث

عن أبی أیوب الأنصاریؓ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قال: من صام رمضان ثم أتبعہ ستّا من شوال کان کصیام الدھر. (رواہ مسلم)

ترجمہ

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے، اس کے بعد ماہِ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ (صحیح مسلم)

تشریح

اس حدیث پاک میں رحمتِ دوعالم ﷺ نے رمضان المبارک گزرنے کے بعد شوال کے مہینہ میں چھ نفلی روزوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے، ان کے رکھنے کی ترغیب اور اس کا ثوابِ عظیم بتلایا ہے، اجرو

ثواب دینے کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ کا یہ کرم ہے کہ ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا دینے کے بارے میں فرمادیا ہے، لہٰذا جب کسی شخص نے رمضان المبارک کے تیس روزے رکھے اور پھر شوال میں چھ روزے اور رکھ لئے تو یہ چھتیس روزے ہوگئے، اور چھتیس کو دس میں ضرب دینے سے تین سو ساٹھ ہوجاتے ہیں، قمری حساب سے ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے، لہٰذا چھتیس روزے رکھنے پر اللہ جلّ شانہ کے نزدیک تین سو ساٹھ روزے شمار ہوں گے اور اس طرح پورے سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔

اگر کوئی شخص ہر سال رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ چھ نفلی روزے بھی شوال میں رکھ لیا کرے تو وہ اجر و ثواب کے اعتبار سے ساری عمر روزے رکھنے والا مان لیا جائے گا، اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کی کیسی بے انتہاء رحمت ہے کہ معمولی سی محنت پر زندگی بھر روزے رکھنے کا ثواب عظیم عطا فرمانے کیلئے بہت ہی آسان طریقہ بیان فرمایا، حق تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اگر رمضان المبارک کے روزے چاند کی وجہ سے اُنتیس ہی رہ جائیں تب بھی یہ تیس ہی شمار ہوں گے، کیونکہ ہر مسلمان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ چاند نظر نہ آیا تو تیسواں روزہ رکھے گا، اس اعتبار سے رمضان المبارک کے اُنتیس روزے اور ماہِ شوال کے چھ روزے کل پینتیس روزے رکھنے پر بھی تمام سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف رمضان المبارک اور شوال کے چھ

روزے رکھنے پر اس ثواب کی خوشخبری سُنائی ہے، لہٰذا یہاں یہ دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ اگر ایک روزہ چاند کی وجہ سے رہ گیا تو پورے سال کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ یہ ثواب اُسی وقت ملے گا جبکہ عید کے بعد کم از کم ایک دن کا روزہ رکھ لیا جائے، یہ غلط ہے، ماہِ شوال میں چھ روزے رکھ لئے تب بھی یہ ثواب مل جائے گا، ماہِ شوال کے روزوں میں اختیار ہے خواہ شروع مہینہ میں رکھیں یا درمیان میں یا آخر میں اور یہ بھی اختیار ہے کہ خواہ مسلسل رکھیں یا متفرق طور پر علیحدہ علیحدہ، شرعاً کسی طرح کی کوئی پابندی نہیں ہے، البتہ خواتین رکھنا چاہیں اور گھر میں اُن کے خاوند آئے ہوئے ہوں تو ان کو چاہئے کہ شوہروں سے اجازت لے کر یہ روزے رکھیں، اُن کی موجودگی میں بلا اجازت نفلی روزہ رکھنا منع ہے، چھ روزے رکھئے اور اجرِ عظیم حاصل کیجئے۔

و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ
و أصحابہٖ کلّما ذکرہ الذاکرون و کلّما غفل
عن ذکرہٖ الغافلون

تمّت

بندہ عبد الرؤف سکھروی

۷/شعبان ۱۴۰۳ھ

دار العلوم کراچی ۱۴/

دیگر مطبوعات

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم کی درج ذیل

کتابیں اور رسائل بھی بہت آسان اور مفید ہیں جو ہر گھر کی ضرورت ہیں، ہر شخص کو ان کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے، عمدہ ٹائٹل، اعلیٰ طباعت و کتابت اور بہترین کاغذ کے ساتھ مکتبۃ الاسلام کراچی سے شائع کی گئی ہیں۔

کامل طریقۂ نماز

اس رسالہ میں نماز کے فضائل، فرائض، واجبات، اور مردوں اور عورتوں کی نماز کا مکمل طریقہ الگ الگ تحریر کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ کے فضائل و مسائل

اس میں زکوٰۃ کے فضائل، مسائل، عشر، صدقۂ فطر کے احکام اور زکوٰۃ کا حساب بنانے کا آسان طریقہ لکھا گیا ہے۔

رمضان المبارک کے فضائل و برکات

یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے، جس میں ماہِ رمضان کے ہر گوشہ کو فضائل کے ائینہ میں پیش کیا گیا ہے، جسے پڑھ کر ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے۔

ماہِ رمضان
کے
فضائل و مسائل

اس رسالہ میں رمضان المبارک کے اہم فضائل اور ضروری مسائل لکھے گئے ہیں، ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے ان کا مطالعہ بہت مفید ہے

تراویح کے اہم مسائل

اور

بیس رکعات کا ثبوت

اس رسالہ میں تراویح کے عام طور پر پیش آنے والے اہم اور ضروری مسائل معتبر و مستند کتابوں سے لکھے گئے ہیں۔

حج و عمرہ

اس رسالہ میں حج و عمرہ ادا کرنے کا آسان طریقہ اور ضروری مسائل معتبر کتابوں سے لکھے گئے ہیں۔

زیورات کے مسائل

زیورات کے مسائل پر پہلی نادر کتاب

تصدیق

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

مرتب

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

یہ کتاب سونا چاندی، پلاٹینم، ہیرے جواہرات کے زیورات کے کاروبار اور اس کے لین و دین کی بیشمار صورتوں اور مروجہ طریقوں پر مرتب کی گئی ہے، اس موضوع پر یہ منفرد کتاب ہے، اس کی چند خصوصیات یہ ہیں:

☆ ...... سونے اور چاندی کے کاروبار کے بنیادی اصول

☆ ...... سادہ اور جڑاؤ زیورات کی تجارت کے مروجہ معاملات کا شرعی حکم

☆ ...... خام سونے اور چاندی کے نقد اور ادھار خرید وفروخت کے احکام

☆ ...... ٹانکہ کا استعمال، پالش، چھلن اور چھیجت کے مسائل کی ضروری تفصیل

☆ ...... آرڈر دے کر زیورات بنوانے کے احکام

☆ ...... پرانے زیورات کی خرید وفروخت کی مروجہ صورتوں کا شرعی حکم

رائج الوقت ناجائز کاروبار کا جائز متبادل حل

ناشر

ادارۃ المعارف کراچی
احاطہ جامعہ دارالعلوم کراچی
موبائل : 0300-2831960
فون : 021-35123161
ای میل : Imaarif@live.com

مکتبۃ الاسلام کراچی
کورنگی، انڈسٹریل ایریا کراچی
موبائل : 0300-8245793
ای میل : Maktabatulislam@gmail.com
ویب سائٹ : Www.Maktabatulislam.com

مکتبۃ الایمان
مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد فاطمہ
جیل روڈ ہیرآباد حیدرآباد

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

کی درج ذیل کتابیں اور رسائل بھی، بہت آسان اور مفید ہیں، جو ہر گھر کی ضرورت ہیں، ہر شخص کو ان کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

- فقہی رسائل (دو جلدوں میں)
- وضو درست کیجئے
- مسائلِ غسل
- کامل طریقہ نماز
- خواتین کا طریقہ نماز
- صف بندی کے آداب، فضائل اور مسائل
- کرسی پر نماز کے ضروری مسائل
- موبائل فون کی نعمت اور ضروری احکام
- خواتین کی مسجد کی تراویح میں شرکت کا حکم
- رسائل جمعہ
- صلوٰۃ التسبیح کے فضائل و مسائل
- ماہِ رمضان کے فضائل و مسائل
- مسائل اعتکاف
- مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اعتکاف کے ضروری مسائل
- شادی بیاہ کے اسلامی احکام
- خواتین کا پردہ
- مروّجہ قرآن خوانی کی شرعی حیثیت
- عمرہ کا آسان طریقہ
- حج وعمرہ
- رسائل حج کا مجموعہ
- خواتین کا حج
- حج کا طریقہ قدم بقدم
- قربانی کے فضائل و مسائل
- تقسیمِ وراثت کی اہمیت
- عیدِ سعید اور ہمارے گناہ

مکتبۃ الاسلام کراچی